بقیع
MAY 2018
290
Regd. # MC-1177
نِهَايَةُ الأَمَلِ
فِی بَیَانِ
مَسَائِلِ الحَجِّ البَدَلِ
تصنیف لطیف
شیخ الدلائل حضرت علامہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی
تحقیق، تخریج، ترتیب
خرم محمود سرسالوی
تحشیہ و تقدیم
شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
جمعیّت اِشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

نِہَایَۃُ الْأَمَلِ
فِی بَیَانِ
مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ

تصنیفِ لطیف
شیخ الدلائل علامہ مولانا محمد عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکی
(۱۳۳۳ھ)

تحقیق، تخریج، ترتیب
خرم محمود سرسالوی

تحشیہ و تقدیم
شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

کتاب	:	نِہَایَۃُ الْاَمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ
تصنیف	:	شیخ الدلائل علامہ مولانا محمد عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکی
تحقیق، تخریج وترتیب	:	خرم محمود سرسالوی
تحشیہ وتقدیم	:	شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مد ظلہ العالی
اشاعتِ اوّل	:	۱۲۹۴ھ مطبع نظامی کان پور
اشاعتِ دوم	:	جون2018ء
سلسلہ اشاعت	:	290
تعدادِ اشاعت	:	4700
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی
		فون:021-32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے:

فہرستِ مضامین

ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ

نہایۃ الامل فی بیان مسائل الحج البدل

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید
۱۲۹۴ھ

مطبع نظامی کان پور کا سرورق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

بعد حمد و نعت کے جاننا چاہیے کہ حج بدل یعنی غیر کیطرف سے حج چونکہ اکثر لوگ کیا کرتے ہیں اور اوسکے مسائل
ناواقف ہوتے ہیں اور اسکے باعث کتنی شرطیں جو کہ اسمیں ضروری ہیں انسے فوت ہو جاتی ہیں اور اسکے سبب سے
حج بدل کہ وہ جسکی طرف سے ہے ہی اوسکا تو بالکل ادا ہی نہیں ہوتا اور اون پر شرعاً ضمان لازم آتا ہے یعنی جسقدر وہ مال حج بدل
کرنیکو واسطے لیتے ہیں وہ سب اوسکو واپس کرنا شرعاً آتا ہی تو اس باعث سے اس واسطے میں خیر خواہی چاہیے مسلمانوں کی یہ رسالہ لکھا جاتا ہے
بیان میں مسائل ضروری حج بدل کے کتب معتبرہ سے تاکہ لوگ اسکو بخوبی واقف ہو جاویں اور حج غیر کی طرف سے بغیر کسی طرح کا
شرعاً قصور کریں اور مواخذہ آخرت میں گرفتار نہ ہوویں اور نام اس رسالہ کا نہایۃ الامل *
فی بیان مسائل الحج البدل * ہے خداوند کریم قبول فرماوے اور نفع عام بخشے بفضلہ ومنہ
اور امید کرتا ہے اسکا لکھنے والا لیکن اور جو کہ اسکے لکھنے کے باعث ہوتے ہیں اونکو اور جو اس رسالہ
کو لکھے پڑھے سیکھے اور اوسکو ترویج دے بخشے وبلا حساب وبلا عذاب و عتاب جنۃ الفردوس
میں داخل فرماوے آمین بکرم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین * وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین * مسئلہ جاننا چاہیے کہ جس شخص پر حج فرض ہوا اور وہ قدرت رکھتا تھا
اپنے آپ حج کرنیکی اور موت اوسکو آن پہنچی یا کہ خوف اوسکو موت آ جانیکا ہوا تو واجب ہے
اوسپر کہ وصیت حج کروانیکی اپنی طرف کر جاوے کہ بعد میری موت کے میری طرف سے حج کرایا جاوے
اور اگر وہ مرجاویگا بغیر وصیت کے تو وہ گنہگار ہوگا اسمیں کسیکا خلاف ہی نہیں ہے

مخطوط کا صفحۂ اول

حرفِ حکایت

2017ء کے اوائل میں، میں نے ماہنامہ تحفہ حنفیہ کی فائلز سے مختلف رپورٹس، مضامین کی روشنی میں، امام احمد رضا خان حنفی قادری علیہ الرحمہ کے خلاف ہونے والے ایک پروپگنڈا کے بارے میں ایک رسالہ بنام"مکتوبِ شیخ الدلائل پس منظر و پیشِ منظر"ترتیب دیا تھا۔ مذکورہ رسالہ میں اہم چیز شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا ایک مکتوب تھا جو امامِ اہلِ سنت کے بارے میں ہونے والے پروپگنڈا کی قلعی کھولتا ہے، یہی وجہ تھی کہ مذکورہ رسالہ "مکتوبِ شیخ الدلائل پس منظر و پیشِ منظر" کے اسم سے موسوم کیا گیا جو کہ جمعیت اشاعت اہل سنت سے شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ / مئی 2017ء میں شائع ہو گیا۔

جب یہ رسالہ ترتیب دیا گیا، اُس وقت ذہن کے کسی نہاخانے میں بھی یہ نہ آیا تھا کہ یہ مختصر سی کاوش کسی بہت بڑے کام کا آغاز یہ ثابت ہو گی۔ اُس وقت میرا ذہن یہی تھا کہ شیخ الدلائل کی حیات و خدمات پر کام کروں گا۔ جہاں تک شیخ الدلائل کی تصانیف و توالیف کی بات ہے تو سوانح نگاروں نے آٹھ دس تصانیف کا ذکر کیا ہے جن میں سے صرف دو ایک مطبوعہ مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

راقم کے پاس شیخ الدلائل کی ایک تصنیف"نِہَایَۃُ الْاٰمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ" کے ابتدائی چند اوراق موجود تھے۔ ذہن بنا کہ اس کتاب کو جدید رنگ و آہنگ میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا محترم میثم عباس رضوی صاحب سے میں نے اس حوالے سے تذکرہ کیا تو موصوف نے کہا کہ میرے پاس یہ مکمل رسالہ موجود ہے، نہ صرف یہ بلکہ ایک اور بھی۔ بعدہ لاہور کے ایک سفر میں موصوف نے شیخ الدلائل کے دو رسائل عنایت فرمائے، جس پر میں موصوف کا شکر گزار ہوں۔

مذکورہ موصولہ رسائل میں سے رسالہ"نِہَایَۃُ الْاٰمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ" پر

جلد ہی تحقیق، تخریج اور ترتیب کا کام کیا۔ پھر تو کیا تھا گویا "دبستان کھل گیا"۔ شیخ الدلائل کے پانچ چھ رسائل محترم مولانا خرم شہزاد صاحب آف فیصل آباد نے عطا فرمائے۔ ایک رسالہ شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کی وساطت سے مکتبۃ الحرم المکی سے حاصل ہوا۔ پھر کتبِ شیخ الدلائل کے حوالے سے جستجو بڑھتی گئی۔ اسی جستجو و لگن میں خیال ہوا کہ شیخ الدلائل مکہ مکرمہ - زَادَهَا اللهُ تَعْظِيمًا وَ تَشْرِيفًا - میں سکونت پذیر تھے، مکتبہ حرم مکی میں آپ کی کتب ہوں گی، لہذا مکتبہ حرم مکی کی کتب کی فہارس دیکھی تو شیخ الدلائل کی دس بارہ کتب کے بارے میں معلومات ملی۔ یوں اب تک مختصر سی تگ و دو کے نتیجہ میں شیخ الدلائل کے تقریباً پچیس اٹھائیس کے قریب مخطوطات راقم کے مخزونہ کتب میں موجود ہیں، جن میں اکثر، بلکہ تقریباً تمام ہی مکتوب بہ خطِ مصنّف ہیں۔ الحمد للہ ربّ العالمین

اب شیخ الدلائل کے حوالے سے راقم کے مندرجہ ذیل تین اہداف ہیں:

(۱)... شیخ الدلائل: حیات و خدمات

(۲)... مجموعہ رسائل شیخ الدلائل (اردو)

(۳)... مجموعہ رسائل شیخ الدلائل (عربی)

اب تک شیخ الدلائل کے تین عربی رسائل پر تحقیق، تخریج اور تعلیق کا کام ہو چکا ہے۔

رسالہ "نِهَايَةُ الْاَمَلِ فِي بَيَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ" کا مختصر تعارف

پیش کردہ رسالہ "نِهَايَةُ الْاَمَلِ فِي بَيَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ" کے راقم کے پاس دو نسخے ہیں:

ایک مخطوط اور دوسرا مطبوع۔

مخطوطہ کا تعارف:

مخطوطہ رسالہ ہذا، مکتبہ حرم مکی میں، الرقم العام ۳۸۰۱ کے تحت موجود ہے۔ مذکورہ

ترقیم میں شیخ الدلائل کے مجموعہ رسائل میں سے دس بارہ رسائل بھی ہیں، جن میں نمبر ۹ پر مذکورہ رسالہ آتا ہے۔ اس مجموعہ کے شروع میں فہرستِ رسائل بھی لگائی گئی ہے جو کہ یسین ناصر محمود الخطیب کی طرف سے ہے جیسا کہ کے فہرست کے آخر میں لکھا ہے:(یسین ناصر محمود الخطیب ۱۴۰۰ھ)۔

یہ رسالہ، مذکور مجموعہ میں ۳۸ تا ۵۱ اوراق پر موجود ہے۔ پہلے ورق پر رسالہ کا نام ہے اور آخری ورقہ پر صرف ایک سطر ہے۔ اگر ان دو اوراق کو شمار نہ کیا جائے تو رسالۂ ہذا کے کل اوراق بارہ / ۱۲ ہوئے اور کل صفحات چوبیس / ۲۴۔ اور ہر صفحہ تقریباً اٹھارہ سطروں پر مشتمل ہے۔ خط نہایت باریک، صاف، شستہ اور واضح پڑھنے میں آتا ہے۔ رسالہ میں موجود اہم ہیڈ نگز (شرائط، فوائد، تنبیہات وغیرہ) کو جلی قلم سے نمایاں کیا گیا ہے۔

مطبوعہ کا تعارف:

نسخۂ مطبوعہ "مطبع نظامی کان پور" کا شائع کردہ ہے۔ یہ رسالہ ۱۲۹۴ھ کو شائع ہوا تھا یعنی آج سے تقریباً ایک پینتالیس / ۱۴۵ سال پہلے۔ رسالۂ ہذا نہایت باریک خط میں مکتوب، چوبیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ شیخ الدلائل نے مکۂ معظمہ سے حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب کو شائع کرانے کے لئے بھیجا تھا۔ رسالہ کے متعلق آخری صفحہ پر "خاتمۃ الطبع" کے تحت ناشر رسالہ ہذا محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان لکھتے ہیں:

"ہزاراں ہزار شکر و سپاس بدرگاہ واہب بے قیاس کہ ان دنوں بتوفیقاتِ الٰہی رسالہ نافعہ بہ ((نِهَايَةُ الْاَمَلِ فِي بَيَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ)) تصنیف لطیف و تالیف منیف جامع البرکات منبع الحسنات حضرت مولانا المہاجر الحاج الشیخ عبد الحق أَدَامَ اللّٰہُ فُیُوْضَاتِہِ ابن مولانا الشیخ شاہ محمد الالہ آبادی تَغَمَّدَہُ اللّٰہُ بِغُفْرَانِہِ کہ حضرت مصنّف علامہ اعلیٰ مقام ممدوح نے اُس کو پاس عزیز دلی حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب سَلَّمَہُ اللّٰہُ الْوَاهِبُ کے محض بغرض انطباع وافادۂ

عام مکہ معظّمہ سے بھیجا تھا- زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا- اہتمام راجیٔ مغفرت ایزد منان محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور سے مطبع نظامی واقع کان پور اَواخرِ شعبان المعظّم ۱۲۹۴ ہجری نبوی میں حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر مطبوع طبائعِ خاص و عام ہوا۔"(نہایۃ الامل: ص ۲۴)

رسالۂ ہٰذا میں شیخ الدلائل نے حج بدل کی بیس شرائط ذکر کی ہیں۔ پھر ان شرائط کے تحت بہت سے مسائل، فوائد اور تنبیہات مسطور فرمائے ہیں۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ حجِ بدل پر یہ ایک جامع رسالہ ہے، جس میں مذکورہ موضوع سے متعلق مسائل کو ایک جگہ خوبصورتی سے جمع کیا گیا ہے۔

اس رسالہ پر کام کرنے کے بعد اور اس موضوع سے متعلق مواد دیگر کتبِ فقہ میں پڑھنے کے بعد، مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ "الدرالمختار" کی مشہورِ زمانہ شرح، (جس کے حوالہ جات کتبِ اکابر میں جابجا ملتے ہیں اور خود اس رسالہ میں بھی کئی جگہ موجود ہیں) "طوالع الانوار شرح الدر المختار" للامام الشیخ محمد عابد بن احمد السندی الانصاری الحنفی کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ وہ عظیم، ضخیم ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی شرح جو صورتِ مخطوط سے زیورِ اشاعت پہننے کے لئے اب بھی کسی صاحبِ ثروت صاحب اور کسی محقّق عدیل کی راہ تک رہی ہے۔

رسالۂ ہٰذا پر ہونے والا کام

(۱)... احادیثِ مبارکہ اور یوں ہی دیگر محوّلہ بالا عبارات کی تخریج کی ہے۔

(۲)... بعض فوائد اور ہیڈ نگز رسالہ کی سائیڈ پہ تھے، انہیں بھی شاملِ رسالہ کر دیا ہے اور بعض ہیڈ نگز کا اضافہ کیا ہے، جنہیں امتیاز کے لئے اس بریکٹ [] میں رکھا ہے۔

(۳)... قدیم طرز کے مطابق پورا رسالہ ایک مضمون کی سی صورت میں شروع ہو کر ختم ہو جاتا تھا، ہم نے پیرا گرفنگ وغیرہ پر خصوصی توجہ دی ہے۔

(۴)...رموز واوقاف کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(۵)... مخطوطہ و مطبوعہ نُسخ کا تقابل کیا ہے اور فرق کو حاشیہ میں بیان کر دیا ہے۔

(۶)...اس رسالہ کی خاص بات، اس پر لکھے گئے اہل سنت کی مستند معتمد شخصیت، مسائل حج کی باریکیوں کے جاننے کے حوالے سے مشہور، سلسلہ فتاویٰ حج و عمرہ اور بیسیوں کتب کے مصنّف، محقّق اور مترجم، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلّہ العالی کے وقیع حواشی بھی ہیں۔

(۷)... آغازِ رسالہ میں شیخ الدلائل علامہ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں۔ کوشش کی ہے کہ حالات میں وہ لکھا جائے جو اب تک نظروں سے اوجھل رہا ہے۔ باقی تفصیلی سوانح لکھنے کا ارادہ ہے۔ خدا توفیق کرے۔

(۸)... کتاب کے شروع میں فہرستِ مضامین دی ہے۔

آخر میں جن احباب نے کسی بھی حوالے سے تعاون فرمایا ہے، ان کا بہت بہت شکریہ۔ خاص کر اربابِ جمعیت اشاعتِ اہل سنت کا، جہاں سے یہ کتاب شائع ہو کر آپ کے مطالعہ کی میز کی زینت بن رہی ہے۔

حریصِ تراثِ اسلاف

آپ کا اپنا

خرم محمود سرسالوی

6جون2018ء/۲۱رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

موبائل نمبر:(0311-3138106)

ای میل:tanish2641@gmail.com

پیشِ لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی ہر صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، حج جب فرض ہو گیا تو اُسے ادا کئے بغیر چارہ نہیں، چاہے وہ شخص بوڑھا ہو یا جوان، بیمار ہو یا تندرست، ہاں! شریعتِ مطہرہ نے اس کی رخصت دی ہے کہ وہ شخص کہ جس پر حج کی ادائیگی فرض ہو چکی ہے وہ اگر بہت بوڑھا ہے یا ایسا بیمار ہے کہ ٹھیک ہونے کی امید نہیں اور اس بڑھاپے اور مرض کے ساتھ سفرِ حج شاق ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے دوسرے کو حج کروانے اور اس کے سفرِ حج کے تمام اخراجات کا کفیل ہو اور اگر حج فرض تھا، ادا نہ کیا، موت کا وقت آ گیا تو اس پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے حج کروانے کی وصیت کر جائے جو اس کے کرنے کے بعد اُس کے ورثاء ایک تہائی مال سے اپنی میت کی طرف سے حج کروائیں اور شرع کی زبان میں اسے "حجِ بدل" کہا جاتا ہے۔

حج کی بیس شرطیں ہیں کہ جن کا جاننا حج کروانے والے اور حج کرنے والے دونوں کو ضروری ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حج کرنے والا ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے کہ وہ حج خود اس حج کرنے والے کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے اور حج کروانے والے کی طرف سے ادا نہیں ہوتا اور کبھی حج کرنے والا ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے کہ اس پر ضمان لازم آتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ایسی کوئی تحریر، ایسا کوئی مختصر مگر جامع رسالہ ہو جس میں حجِ بدل کے تمامی مسائل مذکور ہوں، منظرِ عام پر آئے۔

ہمارے ادارے کے شیخ الحدیث اور دار الافتاء کے سربراہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی جن کے حج و عمرہ کے موضوع پر تحریر شدہ فتاوی گیارہ حصوں میں شائع ہو چکے ہیں اور ملک اور بیرونِ ملک علماء و مفتیانِ عظام اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، ان کی اور میری شدید خواہش تھی کہ اس موضوع پر بھی ادارہ کی طرف سے کچھ شائع کیا جائے۔

حضرت علامہ خرم محمود سرسالوی صاحب مفتی صاحب قبلہ کے پاس شیخ الدلائل حضرت علامہ محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی حنفی علیہ الرحمہ کی ایک تحریر "نہایۃ الأمل فی

مسائل حج البدل“ ٹائپ کر کے لائے اور اس میں موجود نصوص کی تخریج بھی کی اور مفتی صاحب سے اس پر حواشی اور تقدیم کی گزارش کی تو مفتی صاحب نے اس پر چند مقامات پر حواشی تحریر کئے اور تقدیم لکھی اور مجھے دکھایا، اس طرح اس فقیر نے پیش لفظ کے طور پر اس پر چند کلمات لکھے۔

ہمارے ادارے نے اس سے قبل مفتی صاحب کے تحریری فتاویٰ کے گیارہ حصے شائع کئے اور حج کے موضوع پر دیگر مسائل جن میں سے اکثر کا مفتی صاحب نے ترجمہ کیا تھا اور تخریج فرمائی تھی، شائع کئے ہیں۔ اب جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) اسے سلسلۂ اشاعت کے 290ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ شیخ الدلائل علیہ الرحمہ کی قبر پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے اور علامہ خرم محمود سرسالوی اور ہم سب کی کاوش کو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے قبول فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔

فقیر محمد عرفان ضیائی
خادم جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

تقدیم

استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
رئیس دار الحدیث والافتاء بجامعۃ النور

الحمد للہ الذی أوجب الحجّۃ و الصّلاۃ و السّلام علی من بیّن مناسکنا لأن لا نقع فی اللّجۃ.

اللہ عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے:﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾﴾[آل عمران:۳/۹۶۔۹۷]

ترجمہ: بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لیے، اُس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو شخص اس میں داخل ہو با امن ہے اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

اور فرماتا ہے:﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾[البقرۃ:۱۹۶]

ترجمہ: حج و عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو۔

حج اسلام کا پانچواں اور عبادات میں چوتھا اہم رکن ہے جو مالی اور بدنی عبادت کا مجموعہ ہے۔ یہ نو ہجری میں فرض ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے صرف تین ماہ پہلے دس ہجری میں حج ادا فرمایا، اسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر عمر میں ایک بار فرض ہے۔

حج قربِ الٰہی اور عشق و محبت کی داستان ہے۔ بندۂ مومن عشقِ الٰہی میں بے خود ہو کر کفن نما لباس زیب تن کئے، ننگے سر، بکھرے ہوئے بالوں اور میلے کچیلے جسم کے ساتھ لبیک لبیک کی صدائیں بلند کرتا صحن حرم میں داخل ہوتا ہے اور دیوانہ وار کعبۃ اللہ کے گرد چکر لگاتا

ہے۔ کبھی صفاو مروہ کے درمیان دوڑتا ہے، پھر تلاشِ محبوب میں سرگرداں شہر مکہ چھوڑ کر منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی وادیوں میں صحرا نوردی کرتا ہے۔ غرض مختلف اطوار وانداز سے محبتِ الٰہی میں سرگرداں ہو کر اسی رسمِ عاشقی کو تازہ کرتا ہے جس کے بانی اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

حج کو اسلام کی سالانہ کانفرنس کا درجہ حاصل ہے۔ جہاں مختلف رنگ، نسل، زبان اور وطن کے افراد وحدتِ اسلامی کے رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں، اسلامی وحدت ویگانگت کے اس عالمگیر اور روح پرور اجتماع کی نظیر دنیا کی کسی قوم اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

حج نفسِ انسانی کی تطہیر و تہذیب کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ الغرض حج ایک جامع عبادت اور گوناگوں دینی ودنیوی فوائد اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔

اور حج عبادتِ بدنی اور مالی دونوں سے مرکب ہے، اس لیے اس میں اگر بندے پر حج فرض ہو اور وہ بندہ خود عاجز ہو تو دوسرا اس کی طرف سے کر سکتا ہے ورنہ نہیں؛ کیوں کہ اگر وہ خود عاجز نہیں ہے تو فرض کی ادائیگی کے لئے اسے خود حج کرنا ہوگا، دوسرے کے ادا کرنے سے اس کا فرض ساقط نہ ہوگا۔ ہاں! اگر کوئی شخص کسی کو ویسے ہی ثواب کی نیّت سے حج کروا دے یا اس کے مرنے کے بعد اس کا کوئی وارث اپنے مال سے اس کو ثواب ایصال کرنے کے لئے کسی کو حج کروادے تو یہ کارِ ثواب ہے جو کرنے والے کو بھی ملے گا اور ثواب اس کو بھی پہنچے گا جس کی طرف سے کیا جائے گا خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

چنانچہ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: ہاں۔[1]

اور ابو حفص کبیر، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت کرتے ہیں: اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور

(1)۔۔: صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانۃ...إلخ، رقم ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵

اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: ہاں! بے شک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔[1]

عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمان حجِ بدل کرتے ہیں اس چیز کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مصنّفِ رسالہ ہذا حضرت شیخ الدلائل علیہ الرّحمۃ نے فرمایا:

"حجِ بدل یعنی غیر کی طرف سے حج چونکہ اکثر لوگ کیا کرتے ہیں اور اُس کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اور اس میں کتنی شرطیں جو کہ اس میں ضروری ہیں، اُن سے فوت ہو جاتی ہیں اور اس سبب سے حجِ بدل کہ وہ جس کی طرف سے کرتے ہیں کہ جس کی طرف سے ادا کیا گیا، ادا ہی نہیں ہوتا اور حج کرنے والوں پر شرعاً ضمان لازم آتا ہے، تو اس واسطے فقیر یہ رسالہ لکھتا ہے، تاکہ لوگ اس سے بخوبی واقف ہو جائیں اور حج، غیر کی طرف سے کرنے میں کسی طرح کا شرعاً قصور نہ کریں اور مواخذۂ آخرت میں گرفتار نہ ہوں"۔

زیرِ نظر رسالہ "**نهاية الأمل في بيان مسائل الحج البدل**" شیخ الدلائل حضرت علامہ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی حنفی علیہ الرّحمۃ کی تصنیف ہے، جو اپنے موضوع پر ایک جامع تحریر ہے۔ مصنّف علیہ الرّحمۃ نے فقہ حنفی کے حوالے سے حجِ بدل پر اس طرح سے بحث فرمائی کہ اس کے فضائل اور ہر طرح کے احکام بالکل واضح ہو گئے اور حج بدل درست ہونے کے لئے بیس شرائط کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

آج کل اکثر کی حالت یہ ہے کہ ہر کوئی حجِ بدل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، نہ تو بھیجنے والوں کو علم ہوتا ہے کہ حج بدل کی شرائط کیا ہیں کہ جن کی رعایت بھیجنے والے سے فرض ساقط کرنے کے لئے ضروری ہے اور نہ ہی جانے والوں کی اکثریت اس سے باخبر ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حج کروانے والوں پر سے فرض ساقط نہیں ہوتا یا پھر حج کرنے والوں پر

---

(1)۔۔:"المسلك المتقسط" للقاري: باب الحج عن الغير، ص: ۴۳۳.

ضمان لازم آتا ہے اور عدم علمی کی بنا پر نہ کوئی ضمان ادا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی ضمان مانگتا ہے۔ نہ ہی لوگ حج بدل کے بارے میں مسائل معلوم کرتے ہیں۔ فقیر نے غالباً 2004ء سے حج کے مسائل کے بارے میں سوالات کے جوابات تحریر کئے ہیں اور تقریباً ہر سال حج میں موجود ہوتا ہوں، وہاں بھی علماء و عوام سبھی حج کے مسائل معلوم کرتے ہیں، کچھ کے جوابات تحریراً بھی لکھتا ہوں۔ ان فتاویٰ کے پیش نظر انہیں مختلف سالوں میں شائع کیا گیا، اس طرح گیارہ حصے شائع ہو گئے، مگر ان میں ایک فتوی بھی حج بدل کے بارے میں نہیں ہے۔ جہاں تک زبانی معلوم کرنے کا سوال ہے مجھے نہیں یاد پڑتا کہ اتنے عرصے میں پانچ یا چھ افراد نے حج بدل کے بارے میں فقیر سے پوچھا ہو۔

اسی لئے حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی مدّظلّہ کی شدید خواہش تھی کہ حج بدل پر بھی تحریر منظر عام آنی چاہیے۔ حضرت مسائل حج میں اکثر علماء سے بہت زیادہ معلومات رکھنے والے اور مسائل بیان کرنے میں انتہائی محتاط ہیں۔ حج کے بارے میں فتاویٰ تحریر کرنے، انہیں شائع کرنے اور میرے ہر سال حج کرنے کا سبب بھی حضرت ضیائی ہی ہیں۔ اللہ تعالی انہیں اپنے حبیب علیہ السلام کے صدقے جزائے خیر عطا فرمائے۔

شیخ الدلائل حضرت علامہ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی حنفی علیہ الرحمہ کی مختصر مگر جامع تحریر کو پڑھنے کے بعد بہت کم لوگ ہوں گے جو حج بدل کرنے کے لئے تیار ہوں گے اور حج بدل کروانے والے بھی خبر دار ہو جائیں گے اور کم از کم وہ حج فرض کی ادائیگی کے لئے کم از کم ایسے شخص کو تو مال دینے کی جسارت نہیں کریں گے جو عالم نہ ہو اور اس نے اس سے قبل حج ادا نہ کیا ہو؛ کیوں کہ شیخ الدلائل علیہ الرحمہ نے حج بدل کے مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ فقیر سے اس پر حواشی تحریر کرنے کے لئے کہا گیا تو میں نے اس رسالہ کو اول تا آخر چند بار پڑھا، مگر سوائے چند جگہوں کے حاشیہ لگانے کی حاجت محسوس نہ کی۔ حضرت نے اس میں تمام ضروری مسائل ذکر دیئے ہیں کہ مزید کی حاجت نہیں رہی۔ صرف اردو پرانے طرز پر ہے، اس کی تسہیل سے اس فقیر نے خود محترم جناب خرم محمود سرسالوی صاحب کو

منع کیا کہ تسہیل کے دوران کہیں کسی عبارت کا مفہوم نہ بدل جائے، اس لئے تسہیل سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے صرف قدیم رسم الخط کو جدید رسم الخط سے بدلا گیا ہے اور اس نسخے کو مطبع نظامی کے مطبوع نسخے سے نقل کیا گیا، پھر اس کے مخطوطہ سے اس کا تقابل کیا گیا ہے۔ دعا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے شیخ الدلائل علیہ الرحمہ کی قبر انور پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے اور محترم خرم محمود سرسالوی زید علمہ کہ جنہوں نے ہماری اس طرف توجہ دلوائی اور تحریر ہذا ترتیب اور تخریج کرکے ہمیں دی اور محسنِ اہلسنّت حضرت علامہ محمد عرفانی ضیائی مدّظلہّ کہ جنہوں نے ایک طویل عرصے سے حج پر جانے والوں کو مسائل حج سے آگاہ کرنے اور وہاں موسم حج میں موجود رہ کر حاجیوں کے حج کو صحیح کروانے اور مجھے حج کے بارے میں فتاویٰ تحریر کرنے اور حج کے بابت دیگر رسائل کا ترجمہ و تخریج کرنے اور انہیں شائع کرکے ملک اور بیرونِ ملک لوگوں تک پہنچانے کی سعی کی ہے اور میرے مسائل حج پر کام کرنے اور حج میں موجود رہ کر عوام و خواص کے حج میں پیش کرنے والے مسائل کے حل میں جناب ابو بکر صاحب، جناب محمد رضوان بکالی صاحب اور مولانا ریحان قادری صاحب کا بھی بڑا ہاتھ ہے جو ہر سال اس فقیر کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے جاتے ہیں اور حج کے تمام اخراجات برداشت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

بہر حال یہ تحریر ایسی تحریر ہے کہ جس کا مطالعہ ہر مفتی کے لئے اور ہر اُس شخص کے لئے جو حج بدل کروائے یا کرے، انتہائی ضروری ہے۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادمِ دار الحدیث والافتاء

شیخ الدلائل علامہ محمد عبد الحق محدّثِ الہ آبادی مہاجر مکی

حیات و خدمات

از: خرم محمود سر سالوی

اسمِ گرامی: محمد عبد الحق۔

لقب: شیخ الدلائل، قطبِ مکۃ المکرمہ۔

نسب: سلسلہ نسب اس طرح ہے: محمد عبد الحق بن شاہ محمد بن یار محمد مہاجر مکی (علیہم الرحمہ)۔ آپ صدیقی النسب یعنی، سلسلۂ نسب خلیفۂ اوّل افضل البشر بعد از انبیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا تھے۔

ولادت: آپ علیہ الرحمہ نیوان ضلع الہ آباد (انڈیا) میں 1252ھ بمطابق 1836ء میں پیدا ہوئے۔

تحصیلِ علم: آپ نے نے بچپن ہی سے علم حاصل کیا۔ مولانا تراب علی لکھنوی (م:۱۲۸۱ھ) اور مولانا عبد اللہ گور کھپوری سے درسیات پڑھیں۔ پھر دہلی جا کر نواب قطب الدین دہلوی (م:۱۲۸۹ھ) اور دوسرے علما کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ (اساتذۂ امیر ملت: ص47)

۱۲۸۳ھ میں جب آپ نے مکہ مکرمہ کا سفر کیا تو وہاں شاہ عبد الغنی بن شاہ ابو سعید فاروقی دہلوی علیہما الرحمہ سے بھی فیض حاصل کیا۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا کرامت علی جونپوری کا نام بھی آتا ہے۔ جیسا کہ شیخ الدلائل اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں:

وفي "قرة العيون" لشيخنا العلامة مولانا المرحوم المولوي علي المشهور بكرامةعلي جونفوري عليه رحمةالله الباري.

(قرۃ عين الصدور في بيان نفي ظهور ظل نبينا النور: ص3، مخطوط، مخزونۂ راقم)

اسی طرح شیخ علی بن یوسف سے مدینہ منورہ میں فیض یاب ہوئے۔(المختصر من کتاب نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ:ص 233)

اجازات: شیخ الدلائل علامہ عبد الحق محدّثِ الٰہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمہ کو حدیث میں بھی خاص شغف تھا۔اس شغف پر آپ کی تصانیف بھی گواہ ہیں اور اجازات بھی۔چند ایک ان مشائخ کرام کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے آپ کو اجازات حاصل ہیں:

۱۲۸۳ھ میں جب آپ نے مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور شاہ عبد الغنی بن شاہ ابو سعید فاروقی دہلوی علیہما الرحمہ سے فیض حاصل کیا اور روایتِ حدیث اور طریقت میں اجازت لی۔

یوں ہی مولانا قطب الدین دہلوی اور مولانا عبد الرحمن وغیر ہما سے بھی شیخ الدلائل کو اجازات حاصل ہیں۔مذکورہ حضرات سے تفویض شدہ اجازات اصولِ حدیث کی اصطلاح میں "مسلسل" کہلاتی ہے۔ان میں مشہور اجازات یہ ہیں: حدیث المصافحۃ المعمریہ، حدیث المصافحۃ الخضریۃ، حدیث المصافحۃ من مسند الجن۔(المفاتحۃ فی بیان المصافحۃ للشیخ الدلائل: خاتمۃ فی بیان ماوقع لجامع ہذہ الرسالۃ...، ص 116 تا 119، مخطوط)

بیعت وخلافت: مولانا عبد اللہ گورکھپوری سے آپ کو شرفِ بیعت حاصل تھا۔

سیرت وخصائص: آپ اکابر علما ومشائخ کی طرف سے جامع الشریعہ والطریقہ، البحر الزاخر، الحبر الفاخر، بقیۃ الاکابر، عمدۃ الاواخر، الصفی المتوکل، الوفی المتبتل، حامی السنن، ماحی الفتن، مطرح اشعۃ النور المطلق جیسے عظیم اوصاف سے یاد کئے گئے اور ایک وقت آیا کہ آپ مفسر، محدّث، متکلم اور اپنے وقت کے عظیم فقیہ وصوفی، قطبِ مکہ مکرمہ اور شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور ہوئے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کا حلقہ خاصہ وسیع ہے جس میں اپنے اپنے دور کے خطبا، علما، مشائخ، محدّثین، مفسرین، متکلم، فقیہ اور صوفی الغرض ہر شعبہ ہائے علم وفن سے تعلق رکھنے والے حضرات شامل ہیں، یہاں چند ایک کے نام لکھنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے:

(۱)... سنوسیٔ ہند امیرِ ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّثِ علی پوری

(۲)... خاتمۃ المحققین شیخ محمد علی مالکی

(۳)... مولانا عبد الاوّل جونپوری

(۴)... علامہ محدّث مؤرخ مسند شیخ عبد اللہ غازی

(۵)... شیخ الخطباء فقیہ مؤرخ شیخ عبد اللہ ابو الخیر مرداد الحنفی المکی

(۶)... علامہ شیخ سیّد محمد عبد الحی کتانی مراکشی

(۷)... ابو حسین سید محمد المرزوقی الحنفی المکی۔ (المختصر من کتاب نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ: ص402۔403)

(۸)... مولانا عبد اللہ مٹاروی سندھی۔ (براہین قاطعہ پس منظر، مندرجات، رد عمل: ص25)

(۹)... مولانا محمد کریم اللہ پنجابی مدنی۔ (ایضاً: ص42)

(۱۰)... مولانا حافظ نور محمد۔ (ایضاً: ص46)

(۱۱)... مولانا قاضی محمد نور قادری چکوڑوی۔ (ایضاً: 47)

(۱۲)... مولانا ہدایت اللہ سندھی قادری۔ (ایضاً: 62)

(۱۳)... مولانا امام الدین احمد۔ (ایضاً: 62)

(۱۴)... شیخ عبد اللہ بن محمد غازی۔ (الدلیل المشیر: ص219)

آثارِ علمیہ: شیخ الدلائل علیہ الرحمہ کی زندگی کا لمحہ لمحہ خدمتِ دین متین میں بسر ہوا۔ آپ کی زندگی کے شب و روز درس و تدریس میں بسر ہوئے۔ کہیں درسِ حدیث کی مسند سجی ہوئی ہے اور آپ علم و عرفان کے گوہر لٹا رہے ہیں اور کہیں درسِ دلائل الخیرات کی محفل بقعۂ نور بنی ہوئی ہے۔ آپ نے جہاں درس و تدریس کی ذمہ داری کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا وہیں تصنیف و تالیف، تعلیقات و شروح پر بھی خصوصی توجہ دی۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کی پچاس سے اوپر تصانیف ہیں۔ یہاں چند ہی ذکر کی جاتی ہیں:۔

(۱)... الاکلیل علی مدارک التنزیل

(۲)...الدر المنظم في بيان حكم مولد النبي المعظم

(۳)...الحق الجلي في بيان وجوب زكاة مال التجارة والحلي (محققہ بتحقیقِ راقم)

(۴)...تعليقات على الدر المختار

(۵)...الإصابة في بيان لفظ الصحابة

(۶)...المثابة في دفع إيراد صاحب الإثابة

(۷)...سهام الإصابة في تحقيق لفظ الصحابة

(۸)...الفضل الفائق في بيان نفي مثل خير الخلائق (محققہ بتحقیقِ راقم)

(۹)...قرة عين الصدور في بيان نفي ظهور ظل نبينا النور (محققہ بتحقیقِ راقم)

()...النبراس في بيان كيفيات مسح الرأس (محققہ بتحقیقِ راقم)

(۱۰)...المفاتحة في بيان المصافحة (زیرِ تحقیقِ راقم)

(۱۱)...اَنِیْسُ الْمُسَافِرِیْنَ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ وَزِیَارَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

(۱۲)...نِهَایَۃُ الْاَمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ (رسالہ ہٰذا)

(۱۳)...روضة السعداء

(۱۴)... كشف الغمة فى بيان أنزل على هذا البيت فى كل يوم مائة و عشرون رحمة (رسالہ ہٰذا عزیز دوست مولانا ملک کاشف مشتاق المدنی کے ترجمہ و تخریج سے عن قریب شائع ہو گا)

(۱۵)...فيض جداول الانوار فى بيان مسئلة مسجد الضرار

(۱۶)...المستقصى فى بيان قوله صلى الله عليه و سلم فإذا أنا بابني الخالة يحى و عيسى

(۱۷)...الفوائد الجلية فى بيان مسئلة أن الإسلام يهدم ما كان قبله

(۱۸)...الدر الثمين فى بيان مسئلة أكل الطين

(۱۹)...النور الأسنى فى تحقيق لفظ المعنىٰ

وصال مبارک:۱۶ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ / ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء کو مکہ مکرمہ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت المعلی میں حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ کے پہلو میں سپردِ خاک ہوئے۔

(حضرت شیخ الدلائل کے چند کوائف نہایت اختصار کے ساتھ یہاں درج کئے گئے ہیں ،بہت سی تفصیلات مثلاً اساتذہ، تلامذہ، اسانید و اجازات، تصانیف، تقاریظ و تصدیقات، خطوط اور بہت کچھ ابھی ذکر کرنا باقی ہے جس کا خاصہ مواد راقم کے پاس جمع ہو چکا ہے۔ ارادہ ہے کہ جلد شیخ الدلائل کی حیات و خدمات پر ایک تفصیلی کتاب پیش کروں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

محترم عابد حسین شاہ پیرزادہ صاحب کے شیخ الدلائل کی سوانح کے حوالے سے مصادر و منابع کی تفصیلی فہرست عنایت فرمانے پر موصوف کا سپاس گزار ہوں۔)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلّیاً

بعد حمد و نعت کے جاننا چاہئے کہ حجِ بدل یعنی غیر کی طرف سے حج چوں کہ اکثر لوگ کیا کرتے ہیں اور اُس کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اور اس باعث سے کتنی شرطیں جو کہ اس میں ضروری ہیں اُن سے فوت ہو جاتی ہیں اور اس سبب سے حجِ بدل کہ وہ جس کی طرف سے کرتے ہیں اُس کا تو بالکل ادا ہی نہیں ہوتا اور اُن پر شرعاً ضمان لازم آتا ہے۔ یعنی، جس قدر وہ مال حجِ بدل کرنے کے واسطے لیتے ہیں وہ سب اُن کو واپس کرنا شرعاً آتا ہے تو اس جہت سے راجی رحمۃ ربّہ الباری مسکین محمّد عبد الحق ابن الشیخ المولوی شاہ محمّد الالہ آبادی-عَامَلَھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِفَضْلِہِ الْعَمِیْمِ-واسطے خیر خواہی بھائیوں مسلمانوں کے یہ رسالہ لکھتا ہے بیان میں مسائل ضروریہ حجِ بدل کے کتبِ معتبرہ سے[1]، تاکہ لوگ اس سے بخوبی واقف ہو جائیں اور حج غیر کی طرف سے کرنے میں کسی طرح کا شرعاً قصور نہ کریں اور مواخذۂ آخرت میں گرفتار نہ ہوں اور نام اس رسالے کا

((نِھَایَۃُ الْاَمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ))

ہے۔ خداوندِ کریم قبول فرمائے اور نفع عام بخشے بفضلہ و منّہ اور اپنے کرم سے اس کے لکھنے والے کو اور جو کہ اس کے لکھنے کے باعث ہوئے ہیں، اُن کو اور جو اس رسالے کو لکھے، پڑھے، سنے، دیکھے اور اُس کو ترویج دے، بخشش دے و بلا حساب و بلا عذاب و عتاب جنۃ

---

(1)۔۔۔: جیسے: "منسک کبیر" و "متوسط" و "مسلک متقسط" و "فتاویٰ ہندیہ" و "در مختار" و "ردّ المحتار" و "طحطاوی" و "طوالع الانوار" و "منتقیٰ" وغیرہ۔

مذکورہ عبارت مخطوط میں بطور حاشیہ تھی، جب کہ مطبوعہ نسخہ میں اسے متن میں شامل کیا گیا تھا۔ ہم نے اسے مخطوط کے مطابق حاشیہ میں رکھا ہے۔ سیاق وسباق کا بھی یہی تقاضا ہے۔ (سرسالوی)

الفردوس میں داخل فرمادے، آمین۔یا کَرِیْمُ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّد وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَ آخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

سو اب جاننا چاہئے کہ جس شخص پر حج فرض ہوا اور وہ قدرت رکھتا تھا اپنے آپ حج کرنے کی اور پھر وہ حج کے واسطے نہ نکلا اور جس سال کہ اُس پر حج فرض ہوا، اُس سال کے نکلنے میں اُس نے تقصیر کی اور موت اُس کو آن پہنچی۔یا کہ خوف اُس کو موت آجانے کا ہوا تو واجب ہے اُس پر کہ وصیّت حج کروانے کی اپنی طرف سے کر جائے کہ بعد میری موت کے میری طرف سے حج کرایا جائے۔اور اگر وہ مر جائے گا بغیر وصیّت کے تو وہ گناہ گار ہوگا، اس میں کسی کا خلاف ہی نہیں ہے۔اور اگر وہ اُسی سال کہ حج جس سال اُس پر فرض ہوا، حج کرنے کے واسطے نکل کھڑا ہوا اور وہ رستے میں مرنے لگا تو اُس پر وصیّت حج کروانے کی واجب نہیں ہے؛ کیوں کہ اُس کی طرف سے کچھ تاخیر اس میں نہیں ہوئی اور نہ کچھ تقصیر اُس میں، اُس سے واقع ہوئی، مگر ہاں! اس صورت میں اگر وہ وصیّت کرے تو مندوب ہے۔

اور اگر کسی پر حج فرض ہوا اور وہ بغیر وصیّت مر گیا تو اس صورت میں اُس کے وارث پر کچھ لازم نہیں ہے کہ اُس کی طرف سے خود حج کرے یا اور کسی سے کرادے، مگر ہاں! اگر اُس کی طرف سے خود حج کردے گا یا اور کسی سے کروادے گا تو یہ نہایت مندوب ہے۔(1)

(1)۔۔۔: علامہ کرمانی نقل کرتے ہیں: مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری ماں فوت ہوگئی اور اس نے حج نہیں کیا، کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں"۔

امام مسلم نے اس حدیث کو صحیح مسلم کے کتاب الصیام (باب قضاء الصیام) میں، ابو داؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الوصایا (باب فی الرجل یھب الھبۃ...الخ) میں، ترمذی نے اپنی "جامع" کتاب الزکاۃ (باب ماجاء فی المتصدق یرث صدقۃ) میں اور امام احمد نے "المسند" (۵/۳۴۹) میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے، جب کہ امام نسائی نے اپنی "سنن" کے کتاب المناسک (باب الحج المیت الذی لم یحج) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے نقل کیا ہے۔

اور جب اس صورت میں کوئی وارث یا کوئی اجنبی ہے، اُس کی طرف سے حج کرے گا تو حج فرض اُس کا، اُس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا–ان شاء اللہ تعالیٰ–۔ (1)

اور جو شخص قدرت حج کی رکھتا تھا اور سب شرطیں اُس میں موجود تھی، پھر وہ معذور ہوا ، خواہ بہت بُڑھاپے سے یا بیماری سے جیسا: لولا، لنگڑا، اپاہج، اندھا، مفلوج یا دائم الحبس یا خائف حاکم سے اور اُس کے پاس مال ہے، اُس پر واجب ہے کہ دوسرے کو مال دے کر اپنی طرف سے حج کرائے کہ ادا ہو جائے گا، بشرطیکہ معذور رہے اور اگر بعد حج کرانے کے عذر جاتا رہا، اُس کو خود حج کرنا چاہیئے۔ہاں! اگر معذوری کی حالت میں اُس نے کسی طرح آپ حج کیا تو ادا واقع ہوا۔ پس بعد دور ہونے عذر کے اور حج کرنا لازم نہیں۔

حجِ نفل غیر کی طرف سے جائز ہے اگرچہ وہ معذور نہ ہو اور حج انسان کا غیر کی طرف سے کرنا افضل ہے، اپنی طرف سے حج کرنے سے، بعد اس کے کہ وہ حجِ فرض کرلے۔ اور اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرنا نہایت ہی مندوب ہے۔

"دار قطنی" میں ہے کہ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما روایت فرماتے ہیں

علامہ کرمانی اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "فدلّ ذالک علی الجواز" یعنی پس اس نے جواز پر دلالت کی۔(المسالک فی المناسک: فصل فی حج الانسان عن غیرہ، ۲/۸۸۹)

(1)۔۔: علامہ ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی لکھتے ہیں: کوئی شخص حج فرض ہونے کے بعد مر گیا اور اس نے حج کروانے کی وصیت بھی نہ کی تو کسی شخص نے بلا وصیت اس کی طرف سے حج کیا یا ورثاء نے تبرعاً اپنے باپ یا ماں کی طرف سے بلا وصیت حج فرض ادا کیا تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ مرنے والے کو وہ حج جائز ہو جائے گا یعنی اس کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔ مزید لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا: ان شاء اللہ اُسے جائز ہو جائے گا۔ یہ صرف اس لئے فرمایا کہ وہ حدیث کہ جس حدیث شریف سے جواز ثابت ہوتا ہے، خبر واحد ہے اور اس سے فرض ساقط نہیں ہوتا۔ پس اس وجہ سے اسے مشیتِ خداوندی کے ساتھ معلق کر دیا، برخلاف تمام احکام کے جو خبر واحد سے ثابت ہوتے ہیں... الخ۔(المسالک فی المناسک: فصل فی حج الانسان عن غیرہ، ۲/۸۸۸۔۸۸۹)

کہ حضرت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّم نے فرمایا کہ:

جو شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کر دے گا تو اُس کا حشر قیامت کے دن ابرار کے ساتھ یعنی، نیک کاروں کے ساتھ ہو گا۔ (1)

اور یہ بھی "دار قطنی" میں ہے کہ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم نے فرمایا کہ:

جو کوئی حج کرے اپنے باپ کی طرف سے اور ماں کی طرف سے تو اُس نے اُن کی طرف سے حج ادا کر دیا اور ہو گا اُس کو ثواب دس / ۱۰ حج کا۔ (2)

اور یہ بھی "دار قطنی" میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّم نے فرمایا کہ:

جب کوئی شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرتا ہے تو وہ حج قبول کیا جاتا ہے، اُس حج کرنے والے کی طرف سے اور اُس کے ماں باپ کی طرف سے اور ماں باپ کی روحیں خوش ہوتی ہیں اور خدا جلّ شانہ کے نزدیک وہ احسان کرنے والا، نیک کار لکھا جاتا ہے۔ (3)

اور جاننا چاہئے کہ نیابت کے جائز ہونے کے لئے حجِ فرض میں بیس شرطیں ہیں کہ جن کی مراعات واجب ہے اور انہیں شرطوں کی مراعات کے سبب سے حجِ فرض ذمے سے اُس

---

(1)۔۔:قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَجَّ عَنْ أَبَوَیْہِ أَوْ قَضَی عَنْہُمَا مَغْرَمًا بُعِثَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الْأَبْرَارِ» (سنن الدارقطني: کتاب الحج، باب المواقیت، رقم 2608، 299/3)

(2)۔۔:قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَجَّ عَنْ أَبِیہِ وَأُمِّہِ فَقَدْ قَضَی عَنْہُ حَجَّتَہُ وَکَانَ لَہُ فَضْلُ عَشْرِ حُجَجٍ» (سنن الدارقطني: کتاب الحج، باب المواقیت، رقم 2610، 300/3)

(3)۔۔:قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «إِذَا حَجَّ الرَّجُلُ عَنْ وَالِدَیْہِ تُقُبِّلَ مِنْہُ وَمِنْہُمَا وَاسْتَبْشَرَتْ أَرْوَاحُہُمَا فِي السَّمَاءِ وَکُتِبَ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالَی بَرًّا» (سنن الدارقطني: کتاب الحج، باب المواقیت، رقم 2607، 299/3)

شخص کے کہ جس کی طرف سے اُس نے حج کیا ہے[ادا ہو گا] اور حجِ بدل کرنے والے پر کسی طرح کا ضمان نہیں لازم آتا ہے اور اگر ان شرطوں کی مراعات نہ کی جائے تو حجِ فرض اُس شخص کا کہ جس کی طرف سے کوئی شخصِ غیر حج کرتا ہے ادا نہ ہو گا حج، حج کرنے والے کا ہو گا اور اُس نے مال جو کچھ کہ حجِ بدل کرنے کے واسطے لیا ہے، وہ سب اُس کو دینا پڑے گا۔

اوّل شرط:

سو اوّل شرط یہ ہے کہ جس کی طرف سے کوئی شخص حجِ فرض کرتا ہے تو اُس پر حج فرض ہو مال دار ہونے کے سبب سے، سو اگر کوئی شخص کسی فقیر تندرست کی طرف سے حجِ فرض کرے گا تو جائز نہ ہو گا اس شخص کا حجِ فرض کرنا اُس کی طرف سے اور نفل حج کرنا اُس کی طرف سے جائز ہے۔

دوسری شرط:

نیابت کے جائز ہونے کے لئے حجِ فرض میں یہ ہے کہ جس کی طرف سے حجِ فرض کرتا ہے، وہ پہلے سے عاجز ہو، خود اپنے آپ حج کرنے سے۔ سو اگر کسی صحیح تندرست نے حج اپنی طرف سے کسی شخص سے کروایا، پھر وہ عاجز ہو گیا خود اپنے آپ حج کرنے سے تو یہ حج کروانا اُس کو کفایت نہ کرے گا؛ کیوں کہ اس صورت میں پہلے سے عاجز ہونا اُس کا نہ پایا گیا، بلکہ اب اُس کو پھر سے اپنی طرف سے حجِ فرض کروانا ہو گا۔

تیسری شرط:

نیابت کے جائز ہونے کے لئے حجِ فرض میں یہ ہے کہ جس کی طرف سے حجِ فرض کرتا ہے اُس کو عجز ہمیشہ رہے، حج کروانے کے وقت سے، وقتِ موت تک۔ سو اگر کسی معذور نے جیسے مریض یا محبوس یعنی، قیدی نے حجِ فرض اپنا کسی سے کروایا تو اس صورت میں امر اُس کا موقوف رہے گا۔

اگر وہ مر گیا اسی حال میں کہ مریض تھا یا محبوس تو حجِ فرض اُس کا اپنی طرف سے کروانا جائز ہو گیا اور اگر وہ مریض چنگا ہو گیا مرض سے یا کہ محبوس، حبس سے یعنی، قیدی، قید سے چھوٹ گیا موت کے پہلے، ایسے وقت میں کہ خود وہ حج ادا کر سکتا ہے تو اس صورت میں خود اُس کو حجِ فرض کا ادا کرنا لازم آئے گا اور وہ حج کہ اوّل کروایا ہے، نفل حج ہو جائے گا۔

چوتھی شرط:

نیابت کے جائز ہونے کے لئے حجِ فرض میں یہ ہے کہ جس کی طرف سے حجِ فرض کرتا ہے، وہ امر بھی کرے حج کے ساتھ، بغیر اُس کے امر کے دوسرے کو اُس کی طرف سے حجِ فرض کرنا جائز نہیں ہے۔ جس صورت میں کہ وہ وصیّت کر جائے کہ میری طرف سے میرے مال سے حجِ فرض کروا دینا، سو اگر کوئی اس طرح وصیّت کرے اور کوئی اجنبی اُس کی طرف سے حجِ فرض بغیر کچھ لئے کر دے یا اُس کا کوئی وارث اُس کی طرف سے حجِ فرض کر دے تو یہ جائز نہ ہو گا۔ یعنی، اس سے حجِ فرض اس کا ادا نہ ہو گا۔ یہ حج، حج کرنے والے کا ہو گا اور اُس کو جائز ہے کہ اپنے حج کا ثواب بعد حج کرنے کے اُس کو بخشے اور موافقِ امر اور وصیّت کے حج اُس کی طرف سے کروایا جائے گا، جس میں کہ اُس کی طرف سے حجِ فرض ادا ہو اور اگر کسی پر حج فرض تھا اور وہ مر گیا اور اُس نے اپنی طرف سے حجِ فرض کروانے کا امر نہیں کیا، وصیّت کا اتّفاق اُس کو نہ ہوا اور اُس کے کسی وارث نے خود اُس کی طرف سے تبرّعاً حج کر دیا یا غیر سے اُس کی طرف سے حج کرا دیا یا کسی اجنبی نے اُس کی طرف سے حج کر دیا تو حجِ فرض اُس کا ادا ہو جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ تعَالیٰ

تنبیہ:

جاننا چاہئے کہ یہ جو کتاب "مفتاح الحج"[1] اور "کلید باب الحج"[1] میں حجِ بدل کے بیان

---

(1)۔۔: رسالہ ہذا تک رسائی نہیں ہو سکی۔ (سر سالوی)

میں ذکر کیا ہے، اس طرح پر کہ چوتھی شرط یہ ہے کہ نائب حکم سے منیب کے حج ادا کرے، مگر وارث بے حکم مورث کے اس کے مال سے حج کرے تو صحیح ہے۔ انتہی

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث بے حکم مورث کے اُس کے مال سے حج کرے تو صحیح ہے، جب کہ تمام ورثہ اجازت اس کی دیں اور وہ بڑے بھی ہوں(2) اور یہی مطلب ہے جو کتاب "مفتاح الحج" اور "کلید باب الحج" میں لکھا ہے کہ:

وصیّت نہ کرنے کی صورت میں اگر اُس کا وارث اُس کے مال سے اُس کے واسطے خود حج کرے یا دوسرے کو میّت کے ترکے سے خرچِ راہ دے کر میّت کی طرف سے حج کروائے تو جائز ہے۔ انتہی

یعنی، جب کہ تمام ورثہ اجازت اس کی دیں اور وہ بڑے بھی ہوں اور یہ جو "مفتاح الحج" اور "کلید باب الحج" میں لکھا ہے اس طرح پر کہ:

اگر غیر وارث نے اپنے مال سے میّت کی طرف سے حج کیا تو میّت کے واسطے صحیح نہ ہو گا۔ انتہی

تو یہ اس صورت میں ہے کہ جس صورت میں میّت وصیّت حج کرانے کی کر جائے اور جاننا چاہیئے کہ یہ جو حاشے میں کتاب "مفتاح الحج" کے اس مقام میں لکھا ہے اس طرح پر کہ:

اگر وارث اپنے مال سے حج کرے یا حج کروائے، جائز نہ ہو گا۔ انتہی

اور اسی طرح حاشے میں اس کتاب کے جو چوتھی شرط میں لکھا ہے:

---

(1)۔۔: رسالہ "کلید باب الحج" مصنفہ منشی محمد سید انور علی (رسالہ ہذا تک رسائی نہیں ہو سکی۔ ضمان الفردوس (از: مفتی عنایت احمد کاکوروی) مطبوعہ نول کشور کے بیک ٹائٹل پر درج کتب کی فہرست میں کتاب و مصنف کا نام یہی ہے۔ (سرسالوی)

(2)۔۔: ورثا میں اگر کوئی غائب یا نابالغ ہو گا تو حج پر خرچ کی گئی رقم اُن ورثا کے حصے سے منہا کی جائے گی جو بالغ اور موجود ہوں۔

یعنی، اس قول پر وارث نے بے حکم مورث کے اُس کے مال سے حج کیا تو صحیح ہے یعنی، مورث کے مال سے۔ پھر اگر مورث کے مال سے حج نہ کیا، اپنے مال سے کیا تو درست نہ ہو گا۔ انتہی

تو یہ بھی وصیّت کی صورت میں ہے یعنی، جس صورت میں میّت وصیّت حج کرانے کی کر جائے تو اس صورت میں اگر وارث اپنے مال سے اُس کی طرف سے حج کرے گا یا کہ اسی طرح کوئی اور شخص اپنے مال سے اس کی طرف سے حج کرے گا تو جائز نہ ہو گا یعنی، حجِ فرض اس کا ادا نہ ہو گا۔

پانچویں شرط:

نیابت کے جائز ہونے کے لئے حجِ فرض میں یہ ہے کہ حج کرانے والا حج کرنے والے سے اجرت کی شرط نہ کرے۔ سو اگر اُس نے کسی شخص کو یوں کہا کہ میں نے تجھ سے اجارہ کیا اس بات پر کہ تو میری طرف سے حج کر دے بدلے میں اس قدر مال کے تو اس صورت میں حجِ فرض حج کرانے والے کا ادا نہ ہو گا۔ اور اگر اُس سے یوں کہے کہ میں تجھ کو امر کرتا ہوں کہ تو میری طرف سے یا فلانے میّت کی طرف سے حج کر دے اور یہ مال جو تجھ کو دیتا ہوں، سو تیرے نفقے کے لئے ہے اور اجارے کا ذکر کچھ نہ کرے تو اس صورت میں حجِ فرض جس کی طرف سے کہ اُس نے کیا ہے، اُسی کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔

اور جاننا چاہئے کہ یہ شرط حجِ نفل میں بھی معتبر ہے، سو اس میں بھی اجرت کی شرط نہ کرے، اجارے کا ذکر درمیان میں نہ لائے۔

چھٹی شرط:

نیابت کے جائز ہونے کے لئے حجِ فرض میں یہ ہے کہ حج کرنے والا حج کرانے والے کے مال سے یا میّت کے مال سے حج ادا کرے۔ سو اگر حج کرنے والے نے اس کی طرف سے

اپنے مال سے حج کیا تبرعاً، تو اس حج فرض اُس کا ادا نہ ہو گا۔

اور اگر اکثر خرچ حج کرانے والے کے مال سے کیا اور اقلّ اپنے مال سے تو جائز ہے۔ اور اگر حجِ بدل کرنے والے نے جس قدر کہ مال اُس کو ملا تھا، اُسی قدر اس نے اپنے مال سے خرچ کیا۔ یا، کہ جس قدر کہ اُس کو مال ملا تھا تو بقدر اس کے اکثر کے اپنے مال سے خرچ کیا تو یہ بھی جائز ہے۔

ساتویں شرط:

یہ ہے کہ حجِ بدل ادا کرنے والا جائے سواری پر، پھر اگر بغیر سواری کے حج کیا اور خرچ کرایہ کا اپنے واسطے رکھ لیا تو اس صورت میں یہ حج، حج کرانے والے کا نہ ہو گا، بلکہ یہ حج، حج کرنے والے کا ہو گا اور جو کچھ خرچ حج کرنے کے واسطے اُس کی طرف سے لیا ہے وہ سب اُس کو واپس کرنا ہو گا یعنی، جو کچھ کہ اس کا مال خرچ نہیں کیا ہے وہ تو اُس کو اُسی طرح پھیر دے اور جتنا کچھ کہ اس میں سے خرچ کیا ہے وہ اپنے پاس سے اُس کو دے اور اس صورت میں پھر سے حجِ بدل اس کی طرف سے سواری سے کرایا جائے گا اور اگر حجِ بدل کرنے والے نے وصی کے امر سے حج بغیر سواری کے کیا ہے تو اس صورت میں یہ حج وصی کا ہو گا اور پھر سے وصی کو میّت کی طرف سے دوسرا حج سواری سے کرانا ہو گا۔

اور جاننا چاہئے کہ حکم اکثر رستے سواری سے جانے کا ایسا ہے جیسے تمام رستے سواری سے جائے اور یہ سواری سے جانا اُس وقت میں ہے کہ جب ثُلُث یعنی، تہائی مال میّت کا اس کی گنجائش رکھے اور اگر اس میں اس کی گنجائش نہیں ہے تو اس صورت میں بے سواری کے اس کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔

تنبیہ:

جاننا چاہئے کہ یہ جو "مفتاح الحج" اور "کلید باب الحج" میں حجِ بدل کے بیان میں ذکر کیا

ہے اس طرح پر کہ:

ساتویں شرط یہ ہے کہ حجِ بدل ادا کرنے والا سواری سے جائے پھر اگر بغیر سواری کے حج کیا تو چاہئے کہ کرایہ جو مقرّر کیا ہو مالک یا وارثِ میّت کو پھیر دے اور سواری سے اُس کے واسطے حج کرے۔ انتہیٰ

تو اس میں کرایہ سے یہ مطلب ہے کہ جو کچھ خرچ حج کرنے کے واسطے اس سے لیا ہے وہ سب واپس کرے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ:

سواری سے اُس کے واسطے حج کرے۔

تو مطلب اس کا یہ ہے کہ اب جو اُس کی طرف سے حج کرے وہ سواری سے کرے۔

آٹھویں شرط:

یہ ہے کہ نائب جس کے لئے حجِ بدل ادا کرتا ہے وہ اُس کے وطن سے نکلے، اگر ثُلُث مال میّت کا اُس کے وطن سے سفر کرنے کے لئے کفایت کرتا ہے۔

اور اگر وطن سے جانے کو کفایت نہ کرے تو جائز ہے کہ جہاں سے کفایت کر سکے وہاں سے جا کر حجِ بدل اُس کی طرف سے ادا کرے۔

اور اگر ثُلُث مال اس کی طرف سے حج کرنے کو کسی جگہ سے کفایت نہ کرے تو وصیّت اُس کی باطل ہے۔

اور اگر کوئی حج کرنے کے واسطے نکلا، پھر وہ رستے میں مر گیا یعنی، قبل وقوفِ عرفہ کے اگرچہ مکہ معظّمہ ہی میں مرا۔ زَادَهَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا۔ اور وصیّت حج کرانے کی کر گیا۔ سو اگر وہ کھول کے کہہ گیا ہے کہ اس قدر ہمارے مال سے حج ہمارے واسطے کرانا یا فلانی جگہ سے گو مکہ معظّمہ ہی سے حج کرانے کرانے کو اپنی طرف سے کہہ گیا ہے۔ زَادَهَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا۔ تو اس صورت میں موافق اس کے کہنے کے عمل کیا جائے گا یعنی، وہ مال جس جگہ

سے کہ کفایت کرے گا اُسی جگہ سے حج کرنے کے واسطے نائب اُس کی طرف سے روانہ کیا جائے گا۔ اور اگر وہ وصیّت حج کرانے کی اپنی طرف سے کر گیا ہے اور کچھ مال معیّن نہیں کیا اور نہ کوئی جگہ مقرّر کی تو اس صورت میں جناب حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نزدیک اس کے وطن سے اُس کے واسطے حج کرایا جائے گا جب کہ ثُلُث مال اُس کا اُس کو کفایت کرتا ہے اُس کے مرنے کی جگہ سے حج کرنے کے واسطے نائب روانہ نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اس کے قائل صاحبین ہیں۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما۔

حاصل یہ کہ اس مسئلے میں عمل اور فتویٰ جناب حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قول پر ہے، نہ صاحبین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما کے۔

اور اگر ثُلُث مال اس کو کفایت نہیں کرتا تو جہاں سے کفایت کرے وہاں سے اُس کی طرف سے حجِ بدل کرنے کے واسطے نائب روانہ کیا جائے گا۔

اور اگر کوئی تجارت وغیرہ کے واسطے نکلا اور مر گیا اور وصیّت حج کرانے کی اپنی طرف سے کر گیا تو اس صورت میں بالاجماع اُس کے وطن سے اُس کی طرف سے حج کرایا جائے گا ۔اور اگر حجِ بدل کرنے والا رستے میں مر گیا اور وہ جس کی طرف سے حجِ بدل کر تھا وہ زندہ ہے تو وہ پھر کسی کو اپنے مکان سے حج کرنے کت واسطے اپنی طرف سے روانہ کرے گا۔

اور اگر وہ کسی میّت کی طرف سے حجِ بدل کرنے کے واسطے نکلا تھا اور وہ رستے میں مر گیا تو اس صورت میں میّت کے وطن سے پھر تہائی اُس مال کی جو کہ باقی ہے اور کو خرچ دے کر حج اُس کی طرف سے کرایا جائے گا، اگر کافی ہو، ورنہ جہاں سے کافی ہو سکے تو وہاں سے حج اُس کی طرف سے کرایا جائے گا، گو مکہ معظّمہ ہی سے ہو۔ زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا۔

اور اگر کوئی شخص وصیّت حج کرانے کی اپنی طرف سے کر جائے اور اُس کے کئی وطن ہیں تو اس صورت میں اس کی طرف سے حج کرایا جائے اُس کے اُس وطن سے جو مکہ معظّمہ

سے بہت قریب ہے-زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا-۔

اور اگر اُس کے واسطے وطن ہی نہ ہو تو اس صورت میں اُس کے واسطے حج کرایا جائے اُس جگہ سے کہ جہاں وہ مرا ہے۔ اور اگر کوئی شخص وطن والا وصیّت حج کرانے کی اپنی طرف سے کر جائے اس طرح پر کہ اُس کی طرف سے حج کرایا جائے اُس کے غیر شہر سے تو اس صورت میں اُس کی طرف سے حج کرایا جائے گا موافق اُس کی وصیّت کے خواہ وہ جگہ کہ جہاں سے حج کرانے کی اُس نے وصیّت کی ہے مکہ معظّمہ سے قریب ہو، یا کہ دور- زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا-۔

اور جس صورت میں کہ میّت ہی کے شہر سے حج کرانا وصی پر واجب ہوتا ہے اور اُس نے اُس کے غیر شہر سے حج اُس کی طرف سے کروایا تو اس صورت میں میّت کی طرف سے حجِ فرض ادا نہ ہو گا، یہ حج وصی کا ہو گا اور اُس کو پھر دوسری بار حج میّت کی طرف سے اُس کے شہر سے کرانا لازم ہو گا، مگر ہاں! جب کہ وہ جگہ کہ جہاں سے اُس کی طرف سے حج کرایا ہے اُس کے وطن سے قریب ہو اس طرح پر کہ وہاں جانے والا جائے اور پھر وہ اُس کو وطن کی طرف رات ہونے کے پہلے لوٹ آئے تو اس صورت میں حجِ فرض میّت ہی کا ادا ہو جائے گا، پھر اُس کو دوسری بار میّت کی طرف سے حج کروانا لازم نہ ہو گا۔

نویں شرط:

یہ ہے کہ حج کی نیّت کرے اُس کی طرف سے کہ جس کے لئے حج کرنا ہے احرام کے وقت یا بعد احرام کے، قبل اس کے کہ افعال حج کے شروع کرے اور زبان سے اس طرح پر کہنا افضل ہے:

نَوَیْتُ الْحَجَّ عَنْ فُلَانٍ وَ لَبَّیْکَ بِحجَّۃٍ عَنْ فُلَان.

اور لفظِ فلاں کی جگہ اُس شخص کا نام لے کہ وہ جس کی طرف سے حج کرنا ہے اور لفظِ

فلاں کا نہ پڑھے اور اگر چاہے تو دل ہی کی نیّت پر اکتفا کرے، زبان سے کچھ نہ کہے۔ اور اگر نام اُس کا کہ جس کی طرف سے حج کرتا ہے بھول جائے اور نیّت حج کی یا احرام حج کا اُس کی طرف سے کرے تو یہ صحیح ہے اور حج ادا ہو جائے گا اُس کی طرف سے کہ اُس نے نیّت جس کی طرف سے کی ہے۔

اور اگر احرام کسی شخص نے مبہم باندھا اس طرح پر کہ "میں نے حج کا احرام باندھا" اور جس کسی کی طرف سے کہ وہ حج کرتا ہے، اُس کے ذکر سے اُس نے بالکل سکوت کیا، نہ تو معیّن کر کے اُس کا نام لیا اور نہ مبہم تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے کہ جس کے واسطے وہ چاہے حج معیّن کرے خواہ اپنے واسطے یا غیر کے واسطے، پہلے اس کے کہ افعال حج کے شروع کرے۔ جیسے: طوافِ قدوم اور اگر طوافِ قدوم کرنے کا اتّفاق نہ ہو تو جیسے: وقوفِ عرفات۔

اور اگر حج کیا کسی نے کسی کی طرف سے اُس کے امر سے اور نیّت نہ کی فرض کی اور نہ نفل کی تو اس صورت میں حجِ فرض اُس کی طرف سے کہ جس کی طرف سے اُس نے کیا ہے، ادا ہو جائے گا۔

اور اگر نیّت نفل کی ہے تو پھر اس صورت میں حجِ فرض اُس کا ادا نہ ہو گا۔

دسویں شرط:

یہ ہے کہ آمر کے یعنی، حکم کرنے والے کے میقات سے احرام حج کا باندھے، جب کہ وہ امر اس کو فقط حج کا کرے بغیر تعیین کسی مکان کے۔

سو جس صورت میں کسی نے کسی کو حج کرنے کا امر کیا اور کوئی جگہ مقرّر نہ کی کہ کہاں سے احرام حج کا باندھے اور اُس نے میقات پر سے احرام عمرے کا باندھا، پھر احرام حج کا مکہ معظّمہ سے باندھا- زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا- تو یہ جائز نہ ہو گا اور وہ ضامن ہو گا یعنی، جتنا کچھ نفقہ یعنی، خرچ لیا ہے وہ سب اُس کو واپس کرنا ہو گا اور حجِ فرض آمر کا ادا نہ ہو گا؛ اس لئے

کہ اس نے پہلے عمراہ کر لیا اور میقات سے اُس کی طرف سے حج کا احرام نہیں باندھا۔

فائدہ:

اور جاننا چاہئے کہ جو شخص حج غیر کی طرف سے کرے تو اُس کو چاہئے کہ جب مکہ معظّمہ میں آئے-زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا-اگر چہ وہ اوّل ہی سال میں آئے تو وہ عمرہ حج کے پہلے نہ کرے، نہ تو میقات سے کرے اور نہ مکہ معظّمہ سے-زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا-اگر چہ رمضان شریف کا مہینہ ہو پھر وہ اگر باوجود اس منع ہونے کے، عمرہ کرے گا تو مخالف ہو گا اور ضامن یعنی، جو کچھ نفقہ یعنی، خرچ لیا ہے وہ سب اُس کو واپس کرنا ہو گا؛ اس لئے کہ وہ مامور ہے اس کا کہ وہ اپنے اس سفر کو فقط حج ہی کے واسطے اس کی طرف سے کرے، حج کرنے سے پہلے عمرہ نہ کرے اور حج جو غیر کی طرف سے کرتا ہے، میقات سے بے احرام کسی جگہ حِل کا جیسے جدہ یا خُلَیص مثلاً: قصد کرکے اوّلاً وہاں آئے پھر بعد اُس کے مکہ معظّمہ میں بے احرام داخل ہو؛ کیوں کہ اس حیلے سے بے احرام مکہ معظّمہ میں داخل ہو جائز ہے-زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا-تو وہ اگر چاہے کہ آمر کی طرف سے مکہ معظّمہ ہی سے احرام حج کا باندھے تو یہ اس کو کفایت نہ کرے گا-زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا-، بلکہ اُس کو لازم ہے کہ کسی میقات پر جا کے اُس کی طرف سے احرام حج کا باندھے، تاکہ حج اُس کا میقاتی ہو؛ کیوں کہ وہ اس کا بھی مامور ہے کہ حج اُس کی طرف سے میقاتی کرے اور جب وہ کسی میقات پر جاکے اُس کی طرف سے احرام حج کا باندھے گا تو اس صورت میں حجِ فرض اُس کا کہ جس کی طرف سے حج کرتا ہے، ادا ہو جائے۔ فتویٰ اسی پر ہے۔

اور اگر وہ کسی میقات پر نہ گیا اور مکہ معظّمہ ہی سے اُس نے اُس کی طرف سے احرام حج کا باندھا تو اس صورت میں حجِ فرض اُس کا ادا نہ ہو گا اور سب نفقہ اُس کو واپس کرنا ہو گا۔

گیارہویں شرط:

یہ ہے کہ مامور یعنی، جس کو حکم کیا گیا حج کرنے کا وہ خود اپنے ہی ذات سے حج ادا کرے پھر اگر اس نے بیماری کے سبب سے یا کسی مانع کے سبب سے جیسے حبس وغیرہ آمر کے بے حکم کسی غیر کو مال دے ڈالا اور اُس نے میّت کی جانب سے یا آمر کی جانب سے حج ادا کر دیا تو اس صورت میں اس کی طرف سے حج ادا نہ ہو گا اور اگر اُس کو آمر نے اذن دیا تھا مال دے ڈالنے کا کسی غیر کو عجز حاصل ہونے کی صورت میں تو اس صورت میں حج اُس کی طرف سے ادا ہو گا۔

بارہویں شرط:

یہ ہے کہ جو شخص حج غیر کی طرف سے کرتا ہے تو وہ اپنے حج کو فاسد نہ کرے پھر اگر اُس نے پہلے وقوفِ عرفات کے اپنے حج کو جماع سے فاسد کیا تو اس صورت میں حج وہ جس کی طرف سے کرتا ہے حج اُس کا ادا نہ ہو گا اگر چہ دوسرے برس پھر وہ اس حج کی قضا کرے اور یہ قضا کرنا دوسرے برس اس پر واجب ہے اور یہ حج دوسرے برس کا اسی کرنے والے کا ہو گا، آمر کی طرف سے واقع نہ ہو گا اور یہ حج جو کہ اُس نے جماع سے فاسد کیا ہے تو اُس کو سب پورا کرنا پڑے گا اور ایک قربانی اپنے ہی مال سے اُس کو کرنا ہو گا اور اس قربانی کرنے میں ایک بکری کفایت کرتی ہے اور اسی طرح اُس کی عورت پر بھی ایک ہی قربانی واجب ہو گی، جب کہ وہ بھی احرامِ حج سے ہو گی اور اُس کو بھی اس قربانی میں ایک بکری کفایت کرتی ہے اور جو کچھ مال حج کروانے والے کا حج کرنے والے کے پاس بچا ہوا ہے، وہ سب اُس کو واپس کرنا ہو گا اور جو کچھ آمر کے مال سے رستے میں اُس نے خرچ کیا ہے، وہ اس کا ضامن ہو گا، وہ اُس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔

اور اگر اُس نے بعد وقوفِ عرفات کے جماع کیا تو اس صورت میں حج فاسد نہ ہو گا اور نفقہ بھی واپس کرنا نہ پڑے گا، مگر ایک اونٹ اپنے مال سے اُس کو قربانی کرنا ہو گا اور اسی طرح اُس کی عورت پر بھی جب کہ وہ احرامِ حج سے ہو گی تو ایک اونٹ اُس کو قربانی کرنا ہو گا۔

تیرہویں شرط:

یہ ہے کہ آمر کے حکم کی مامور مخالفت نہ کرے۔

سو اگر آمر نے اُس کو فقط حج ہی کرنے کے واسطے حکم کیا اور اُس نے آمر کی طرف سے قِران کیا یعنی، حج اور عمرہ دونوں کی اُسی کی طرف سے نیّت کی یا اُس نے تمتّع کیا یعنی، پہلے عمرہ اُس کی طرف سے کیا پھر حج تو اس صورت میں حج آمر کی طرف سے نہ ہو گا اور اُس کو نفقہ واپس کرنا ہو گا اور یہی حکم ہے اگر اُس نے قِران کی صورت میں حج و عمرہ میں سے ایک کی نیّت اپنی طرف سے کی یا اور کسی کی طرف سے کی اور دوسرے کی نیّت آمر کی طرف سے کی اور اسی طرح تمتّع کی صورت میں اگر اُس نے پہلے عمرہ اپنی طرف سے کیا یا اور کسی غیر کی طرف سے اور پھر حج آمر کی طرف سے کیا تو ان سب صورتوں میں حج آمر کا ادا نہ ہو گا اور نفقہ واپس کرنا ہو گا۔

اور اگر حجِ بدل کرنے والے کو دو شخصوں نے امر کیا: ایک نے تو حج کا امر کیا اور دوسرے نے عمرے کا اور دونوں شخصوں نے اُس کو قِران کرنے کی اجازت دی اور اُس نے قِران کیا تو یہ درست ہے اور اس صورت میں وہ مخالف کسی طرح سے نہ ہو گا۔

اور اگر اُن دونوں نے اجازت قِران کی نہیں دی تو یہ درست نہ ہو گا اور وہ مخالف ہو گا۔ اور اگر آمر نے حج کرنے والے کو قِران یا تمتّع کی اجازت دی ہے تو اُس کو اس صورت میں قِران یا تمتّع درست ہے۔ اور اگر حج کرانے والے نے اُس کو یوں کہہ دیا ہے کہ تو جس طرح سے چاہے میری طرف سے حج کر خواہ فقط حج ہی کا احرام باندھ یا قِران کر یا تمتّع کر تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔

[فائدہ:]

اور جاننا چاہئے کہ دمِ شکر جو اس کے اوپر اس صورتِ مذکورہ میں بسبب قِران کرنے کے

یا تمتّع کرنے کے لازم ہو گا تو وہ حجِ بدل کرنے والا اپنے ہی مال سے کرے گا، آمر کے مال سے نہیں؛ کیوں کہ حقیقتِ فعل تو اسی کی طرف سے ہے اگر چہ آمر ہی طرف سے اس صورت میں حج واقع ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ توو قوعِ شرعی ہے، نہ حقیقی۔

[فائدہ:]

اور جاننا چاہئے کہ جو کچھ کہ جنایت حجِ بدل کرنے والے سے ہو گی تو اس کا دم بھی وہ اپنے ہی مال سے ادا کرے گا۔

[فائدہ:]

اور جاننا چاہئے کہ جب حجِ بدل کرنے والا حجِ بدل سے فارغ ہو تو اب وہ جب تک مکہ معظّمہ میں اپنے اہلِ قافلہ کے جانے کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے- زَادَهَا اللّٰهُ تَعْظِيْمًا وَ تَشْرِيْفًا- اُس کو درست ہے کہ عمرہ کرے خواہ اپنے واسطے یا غیر کے واسطے اور خرچ ضروری اپنا وہ اُس مال سے کیا کرے گا جو کہ حجِ بدل کرنے کے واسطے اُس نے لیا ہے اور اگر رُفقا اُس کے روانہ ہو جائیں اور یہ اُن کے پیچھے رہ جائے تو اس صورت میں جو کچھ خرچ اس کے ٹھہرنے میں عمرہ کرنے کے واسطے ہوئے وہ اپنے مال سے کرے اور جب وہ عمرہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور مکہ معظّمہ سے چلنے لگے گا تو پھر وہ اپنا خرچ اُس مال سے کرے گا جو کہ اُس نے حجِ بدل کرنے کے واسطے لیا ہے۔

[حاصل وخلاصہ:]

حاصل یہ کہ جب تک وہ مکہ معظّمہ میں بعد فراغِ اعمالِ حج کے یا اسی طرح اور کسی شہر میں قافلہ جانے کے انتظار میں ٹھہرا رہے گا تو وہ اُس مال میں سے جو کہ حجِ بدل کرنے کے واسطے لیا ہے اپنا خرچ ضروری کرے گا اور بعدِ قافلہ روانہ ہو جانے کے اگر وہ کسی حاجت کے سبب ٹھہر گیا تو وہ خرچ ضروری اپنا اپنے مال سے کرے گا، نہ اُس مال سے جو کہ حجِ بدل کرنے

کے واسطے لیا ہے اور پھر جب وہ بعد مقام کے چلنے لگے تو وہ پھر اُس مال سے اپنا خرچ ضروری کرے گا اور اسی طرح حکم ہے جب کہ وہ حجِ بدل کے واسطے آئے اور کسی مقام پر انتظارِ قافلے کے سبب ٹھہر جائے تو وہ اُس مال سے جو کہ حجِ بدل کرنے کے واسطے لیا ہے، اپنا خرچِ ضروری کرے۔ اور اگر بعد قافلہ روانہ ہو جانے کے یہ ٹھہر جائے تو پھر نفقہ اپنا مدّت ٹھہرنے تک اپنے مال سے کرے، نہ اُس مال سے جو کہ حجِ بدل کرنے کے واسطے لیا ہے۔

چودھویں شرط:

یہ ہے کہ ایک ہی حج کا احرام باندھے۔ پھر اگر اُس نے دو حج کا احرام باندھا: ایک حج کا احرام اپنے لئے اور دوسرے حج کا آمر کے لئے، یا ایک حج کا احرام آمر کے لئے اور دوسرے حج کا اپنے لئے تو یہ درست نہیں۔

پھر اگر اُس نے اپنے احرام کو رفض کیا، ترک کر دیا، اس صورت میں کہ اُس نے پہلے احرام آمر کی طرف سے باندھا اور پھر اپنی طرف سے تو رفض کرنا اُس کا اور ترک کرنا اُس کا اپنے احرام کو درست ہے، اس صورت میں آمر کا حج ادا ہو جائے گا۔

اور اگر اُس نے پہلے اپنی طرف سے احرام باندھا اور پھر آمر کی طرف سے تو اس صورت میں احرام کو رفض کرنا، ترک کرنا اُس کو ممکن ہی نہیں ہے احرام حج کا اسی کا باقی رہے گا اور حج آمر کا ادا نہ ہو گا اور اس صورت میں اُس کو نفقہ اُس کا واپس کرنا ہو گا۔

پندرھویں شرط:

یہ ہے کہ ایک ہی شخص کے لئے احرام باندھے۔

سو اگر اُس کو دو شخص نے حج کے واسطے امر کیا، خواہ وہ اُس کے ماں باپ ہوں یا ان دونوں کے غیر اور اُس نے دونوں کی طرف سے احرام باندھا تو اس صورت میں حج دونوں کا ادا

نہ ہو گا، بلکہ اس صورت میں حجِ نفل [1]، حج کرنے والے کا ہو گا۔

اور اس صورت میں اگر وہ اس احرام کو چاہے کہ ایک ہی کے واسطے اُن دونوں میں سے معیّن کرے تو یہ اب اُس کو درست نہیں اور مال دونوں شخصوں کا اُس کو واپس کرنا ہو گا اور اگر اُس مال میں سے کچھ خرچ کیا ہو گا تو اُس کا ضمان اُس پر دینا آئے گا۔

اور اگر ایک ہی شخص کے واسطے خاص کر کے احرام باندھا تو اس صورت میں حج اُسی کا ادا ہو گا اور دوسرے کا مال واپس کرنا پڑے گا۔

اور اگر ایک شخص کے واسطے احرام باندھا بغیر تعیین کے تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے کہ جس کے واسطے چاہے معیّن کرے جب تک کہ اعمالِ حج شروع نہیں کئے اور بعد شروع کرنے کے پھر کسی کے واسطے معیّن کرنا اُس کو درست نہیں ہے، اب اس صورت میں حج اسی کا ہو گا اور دونوں شخصوں کا مال واپس کرنا اُس کو پڑے گا اور جو کچھ اُس مال میں سے خرچ کیا ہو گا تو اُس کا ضمان اُس کو دینا آئے گا اور اُس کو درست ہے کہ اس حج کا ثواب اُن دونوں کو بخشے یا اُن میں سے ایک ہی کو بخشے یا اُن دنوں کے سوا کسی اور کو بخشے؛ کیوں کہ اپنے عمل کا ثواب درست ہے کہ جس کو چاہے بخشے، لیکن وہ اس سبب سے کچھ نفقے کا مستحق نہ ہو گا۔

اور اگر کسی شخص نے دو شخصوں کی طرف سے احرام بغیر اُن کے امر کے باندھا، خواہ وہ دونوں اُس کے ماں باپ ہوں یا اُن کے غیر تو اس صورت میں اُس کو درست ہے کہ یہ احرام جس کے واسطے چاہے اُن دونوں میں سے معیّن کرے اور وہ جو اُس نے پہلے احرام دو شخصوں کی طرف سے بغیر اُن کے امر کے باندھا تھا اور نیّت اُن کی کی تھی تو یہ لغو ہے، اس کا اعتبار نہیں۔

---

(1)۔۔۔:اسی طرح "طحطاوی" نے "بحر" سے لکھا ہے۔ ۱۲منہ مُدَّظِلُّہٗ

پھر اگر اس صورت میں کہ اُس نے اس احرام کو ایک ہی کے واسطے معیّن کیا اور یہ حج اُس کی طرف سے نفل کر دیا تو نفل حج کا ثواب اُس کو ملے گا اور اگر اُس پر حج فرض ہے کہ جس کے واسطے اس احرام کو اُس نے معیّن کیا ہے اور اُس نے وصیّت حج کرانے کی اپنی طرف سے اپنے مال میں سے نہیں کی اور اُس نے حجِ فرض کی نیّت کر کے اُس کی طرف سے حج کر دیا یا اُس نے اُس کی طرف سے مطلق حج کی نیّت کی اس طرح پر کہ میں اس کی طرف سے حج کرتا ہوں تو اس صورت میں حجِ فرض اُس کا ادا ہو جائے گا۔ اِنْ شَـآءَ اللّٰـہ تَعَالٰی

اور اگر وہ حج کرانے کے واسطے وصیّت کر گیا ہے تو اس صورت میں حجِ فرض اُس کا ادا نہ ہو گا، حجِ نفل کا ثواب اُس کو ملے اور اس صورت میں حجِ فرض اُس کا جب ادا ہو گا کہ اُس کے موافق وصیّت کے حج اُس کی طرف سے اُس کے مال سے کرایا جائے گا۔

اور اگر اس صورت میں کہ اُس نے دو شخصوں کی طرف سے احرام بغیر اُن کے امر کے باندھا اور پھر اس احرام کو ایک کے واسطے اُن دونوں میں معیّن نہیں کیا تو پھر اس صورت میں یہ حج اسی کا ہو گا بعد حج کرنے کے اُس کا ثواب وہ جس کو چاہے بخشے، چاہے ایک کو یا دونوں کو یا اُن کے سوا کسی اور کو۔

سولھویں شرط:

یہ ہے کہ آمر مسلمان ہو یعنی، جو شخص کہ اپنی طرف سے حج کرنے کے واسطے کسی کو امر کرتا ہے تو وہ چاہئے کہ مسلمان ہو اور وصی کا اسلام شرط نہیں اور چاہئے کہ مامور بھی مسلمان ہو۔

سو اگر کوئی مسلمان کسی کافر کی طرف سے حج کرے یا کوئی کافر کسی مسلمان کی طرف سے تو یہ حج ہی صحیح نہ ہو گا۔

سترہویں شرط:

یہ ہے کہ آمر عاقل ہو یعنی، جو شخص کہ وہ وصی ہے تو چاہیئے کہ وہ عاقل ہو۔ اور اسی طرح چاہیئے کہ جس کی طرف سے حجِ بدل کرنے والا حجِ بدل کرتا ہے وہ بھی عاقل ہو یعنی، اس پر حج فرض ہوا ہو اس حالت میں کہ وہ عاقل ہو[1] اور وصیّت بھی حج کی اپنی طرف سے کی اس نے کی ہو اپنے حالِ شعور میں۔

اور اسی طرح چاہیئے کہ مامور بھی عاقل ہو۔ سو اگر کوئی مجنون کسی عاقل کی طرف سے حج کرے گا یا کہ کسی مجنون کی طرف سے یا کوئی عاقل کسی مجنون کی طرف سے حج کرے گا تو حج صحیح نہ ہو گا۔

اٹھارویں شرط:

یہ ہے کہ مامور تمیز رکھتا ہو اُس اعمال کی جو کہ متعلّقہ حج کے ہیں۔ سو حج غیر کی طرف سے اگر کوئی صبی غیر ممیّز کرے تو صحیح نہیں ہے اور مراہق اگر حج غیر کی طرف سے کرے تو صحیح ہے۔

تنبیہ:

جاننا چاہیئے کہ یہ جو "مفتاح الحج" اور "کلید باب الحج" میں لکھا ہے کہ:

مراہق کی نیابت صحیح نہ ہو گی۔

تو یہ صحیح نہیں ہے، صحیح یہی ہے کہ نیابت اُس کی صحیح ہے۔ چناں چہ "منسک کبیر" وغیرہ میں اس کو خوب تصریح سے بیان کیا ہے۔[2] وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی أَعۡلَم

---

(1)۔۔: جس طرح سب کا عاقل ہونا ضروری ہے اسی طرح بالغ ہونا بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ نابالغ کا اپنا حج فرض ادا نہیں ہوتا تو دوسروں کی طرف سے حج ادا کرنے سے اُس کے ذمے سے فرض کیسے ساقط ہو گا؟

(2)۔۔: جمع المناسک و نفع الناسک (منسک الکبیر): باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط جواز الاحجاج والنیابۃ...، ص 550. و ایضاً: فصل و لا یشترط لجواز الاحجاج ان یکون الحاج...، ص 551

اُنیسویں شرط:

یہ ہے کہ حج غیر کی طرف سے کرنے والا اپنے اختیار سے حج کو فوت نہ کرے اور حج کے افعال بجالانے میں تقصیر اُس کی جانب سے واقع نہ ہو۔

سو اگر اس سے حج فوت ہوا جس برس کہ اُس نے احرام اُس کا باندھا تھا بسبب مشغول ہو جانے اُس کے اپنے نفس کے حوائج میں تو یہ احرام اس کا کفایت نہ کرے گا اس کی طرف سے۔

پھر جو حج فوت اس سے ہوا ہے بسبب اس کی تقصیر کے تو اس سبب سے وہ اس کے مال کا ضامن ہو گا۔ پھر اگر اگلے برس میّت کی طرف سے سے اس نے اپنے مال سے حج کر دیا تو حج اُس میّت کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اب وہ اُس کے مال کا ضامن نہ ہو گا۔

اور اگر حج اس سے فوت ہوا بے اس کی کی تقصیر کے۔ جیسے بیمار ہو گیا، یا کہ اونٹ پر سے گر پڑا، یا اسی طرح اور کسی آفتِ سماویہ سے تو اس صورت میں نفقے کا ضامن نہ ہو گا اور اگلے برس اپنے مال سے میّت کی طرف سے حج کر دے۔

بیسویں شرط:

یہ ہے کہ حج وہی شخص کرے کہ جس کو حج کرانے والے نے حج کرنے کے واسطے اپنی طرف سے معیّن کیا ہے اور کوئی شخص دوسرا اس صورت میں اس کی طرف سے حج نہ کرے۔

پس اگر وہ یوں کہہ گیا ہے کہ میری طرف سے فلاناہی شخص حج کرے اور کوئی دوسرا شخص نہ کرے۔ سو اگر وہ شخص کہ جس کو حج کرنے کے واسطے معیّن کر گیا تھا مر گیا تو اس صورت میں کسی اور کا حج کرنا اُس کی طرف سے جائز نہیں۔

اور اگر وہ اسی قدر کہہ گیا ہے کہ میری طرف سے فلاناہی شخص حج کرے اور منع نہیں کر گیا دوسرے کو حج کرنے سے اور وہ شخص کہ جس کو کہہ گیا تھا وہ مر گیا اور وصی نے کسی غیر

سے حج اُس کی طرف سے کروادیا تو یہ جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص وصیّت حج کرانے کی کر گیا اور کسی شخص کو حج کرنے کے واسطے معیّن نہیں کیا تو اس صورت میں اگر اُس کے ورثہ سب جمع ہو کے اس کی طرف سے کسی شخص سے حج کر دیں تو جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص وصیّت کر گیا کہ میری طرف سے حج کروادیا جائے اور اُس نے کسی شخص کو حج کرنے کے واسطے معیّن نہیں کیا تو اس صورت میں اُس کے وصی کو درست ہے کہ وہ خود میّت کی طرف سے حج کر دے، مگر ہاں! جب کہ وہ وصی وارث اُس کا ہو یا وہ وصی وہ مال جو کہ حج کرانے کے واسطے ہے کسی اُس کے وارث کو اُس کی طرف سے حج کرنے کے واسطے دے تو اس صورت میں حج وارث کا اس کی طرف سے کرنا جائز نہیں، مگر ہاں! جب کہ اور جو کہ اس کے ورثہ ہیں وہ اس کی اجازت دیں اور وہ سب بڑے بھی ہوں اور حاضر بھی ہوں تو جائز ہو گا اور اگر کوئی اُن میں سے صغیر ہے یا غائب ہے تو نہیں جائز ہو گا۔

اور اگر کوئی شخص وصی سے یوں کہہ گیا ہے کہ تو یہ مال اُس کو دے جو کہ میری طرف سے حج کرے تو اس صورت میں وصی کو کسی طرح نہیں درست ہے کہ وہ خود اُس کی طرف سے حج کرے خواہ ورثہ اجازت دیں یا نہ دیں یا ورثہ اُس کے چھوٹے ہوں یا بڑے۔

اور اگر کوئی شخص وصیّت کر گیا کہ میری طرف سے میرا وارث حج کرے تو یہ درست نہیں، مگر باجازتِ ورثہ۔

تنبیہ:

جاننا چاہئے کہ یہ جو کتاب "مفتاح الحج" اور "کلید باب الحج" میں ہے کہ:

بیسویں شرط یہ ہے کہ نائب کو تعیّن کرے یعنی، اس طور پر کہے کہ فلانے شخص کو اپنا نائب مقرّر کرتا ہوں۔ انتہی

سو یہ بیسویں شرط اس طرح پر نہیں ہے، بلکہ بیسویں شرط یہ ہے کہ حج وہی شخص کرے کہ جس حج کرانے والا حج کرنے کے واسطے معیّن کر گیا ہے اور تعیین کی صورت یہ ہے کہ میّت اس طرح پر کہہ جائے کہ میری طرف سے فلانا ہی شخص حج کرے اور اُس کے سوائے کوئی حج نہ کرے تو اس صورت میں کوئی دوسرا اُس کی طرف سے کرے گا تو جائز نہ ہو گا، گو وہ شخص مر بھی جائے، چناں چہ بیان اس کا ابھی اوپر تصریح سے کیا گیا ہے۔ وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالیٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمّ

تمام ہوا بیان شرائطِ حجِ بدل کا بِفَضْلِهٖ وَ کَرَمِهٖ۔

[فائدہ:]

بعد اس کے اب جاننا چاہیئے کہ یہ سب شرطیں جو مذکور ہوئیں تو یہ سب شرطیں ادائے حجِ فرض کے لئے ہیں، حجِ نفل میں ان شرطوں میں سے اکثر چیزیں شرط نہیں ہیں، مگر اسلام، عقل اور تمیز۔ (1)

سو جس طرح حجِ فرض میں یہ چیزیں شرط ہیں، اسی طرح حجِ نفل میں بھی شرط ہیں اور نیّت بھی حجِ نفل میں شرط ہے، خواہ اوّل ہی احرام باندھنے کے وقت حج کرانے والے کے واسطے نیّت حج کی کرے یا حج کی نیّت اپنے واسطے کرے اور حج کرنے کے اس کا ثواب حج کرانے والے کو بخشے، ہر طرح درست ہے اور اجارے کا ذکر نہ کرنا بھی حجِ نفل میں شرط ہے جیسے: حجِ فرض میں چناں چہ ذکر اس کا اوپر بھی یعنی، پانچویں شرط کے بیان میں کر دیا گیا ہے۔

---

(1)۔۔: شیخ الدلائل علیہ الرحمہ نے یہاں صرف اسلام، عقل اور تمیز کا ذکر کیا ہے اور آگے نیت کو ذکر کیا ہے، جب کہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور علامہ علی قاری حنفی نے اسی مقام پر چوتھی شرط نیت بھی ذکر کی ہے جیسا کہ لباب اور اس کی شرح میں ہے۔(لباب المناسک وشرحه المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط: باب الحج عن الغیر، ص۶۳۷، مطبوعة: المکتبة الامدادیه، مکة المکرمة)

[**فائدہ:**]

اور جاننا چاہئے کہ جس شخص نے آپ ابھی حج نہیں کیا اور وہ غیر کی طرف سے کرتا ہے تو اگر اُس پر حج فرض ہے بسبب اس کے کہ وہ مالک ہے زاد و راحلہ یعنی، خرچِ راہ و سواری کا اور وہ تندرست بھی ہے تو اُس کو اس صورت میں دوسرے کی طرف سے حج کرنا مکروہِ تحریمی ہے اگر وہ اوّل ہی سال کہ جس سال میں اُس پر حج فرض ہوا ہے حج اپنا ادا نہ کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور اسی طرح مکروہِ تحریمی ہے اور وہ گناہ گار بھی ہو گا اگر وہ پہلے حجِ فرض اپنا نہ کرے، بلکہ نفل حج کی نیّت اپنی طرف سے کرے اور پھر باوجود اس کے اگر وہ پہلے حج دوسرے کی طرف سے کرے گا تو حجِ فرض دوسرے کی طرف سے صحیح ہو جائے گا، مگر اُس کو دوسرے کی طرف سے حج کرنا اس صورت میں مکروہِ تحریمی ہے اور جو شخص ایسے سے حج کرائے تو یہ اُس کے حق میں مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر یہ شخص باوجود اس کے پہلے حجِ نفل اپنی طرف سے کرے گا تو یہ بھی صحیح ہو گا، مگر بہر حال اُس کو دوسری بار حجِ فرض اپنی طرف سے کرنا ہو گا۔

[**سوال:**]

اور اگر جس شخص نے کہ آپ حج اپنا نہیں کیا اور وہ حج غیر کی طرف سے کرتا ہے تو اگر اُس پر حج فرض نہیں ہے اور وہ غیر کی قدرت سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوا ہے- زَادَھَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا- تو اب اُس کے اوپر بسبب داخل ہونے کے مکہ معظّمہ میں حج فرض ہے یا نہیں؟

[**جواب:**]

تو جاننا چاہئے کہ مفتیٔ مکہ معظّمہ محمد یاسین میر غنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے ''منتقی فی حلّ الملتقی'' میں لکھا ہے کہ:

جب وہ مکہ معظّمہ میں داخل ہو گا تو اُس پر حج فرض ہو جائے گا بسبب اس کے کہ وہ قادر

ہو گیا۔[1]

اور حضرت ملاسنان رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے اپنی "منسک" میں بھی لکھا ہے کہ:

اُس پر حج فرض ہو جائے گا بسبب داخل ہونے کے مکہ مشرّفہ میں بسبب پائے جانے استطاعت کے۔[2]

اور اسی کا فتویٰ دیا ہے مفتیٔ دار السلطنت علامہ ابو السعود رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے۔[3]

اور اسی طرح اسی کا فتویٰ دیا ہے سیّد احمد بادشاہ نے اور انہوں نے اس باب میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔

اور حضرت عبد الغنی حنفی نابلسی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔[4]

یعنی، اُس پر حج فرض نہیں ہوتا بسبب داخل ہونے کے مکہ معظّمہ میں، اس لئے کہ اُس برس تو اُس کو ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنی طرف سے حج کرے؛ کیوں کہ سفر کرنا اُس کا آمر کے مال سے ہے، سو وہ اُسی کی طرف سے احرام باندھے گا اور اُسی کی طرف سے حج کرے گا اور اُس کو تکلیف دینے میں اس امر کی کہ وہ مکہ معظّمہ میں اگلے برس تک اقامت کرے، تاکہ وہ حج اپنی طرف سے کرے اور اپنے عیال کو اپنے شہر میں چھوڑ دے، بڑا ہی حرج ہے اور اسی طرح اُس کو تکلیف دینے میں بھی اس امر کی کہ وہ پھر لوٹ کر مکہ معظّمہ میں آئے اور حالاں

---

(1)۔۔: کتاب تک رسائی نہیں ہو سکی۔

(2)۔۔:طوالع الانوار شرح الدر المختار:المجلد الرابع،الجزء الثالث، کتاب الحج،باب الحج عن الغیر، ص358 (مخطوط، مخزونہ جمعیت اشاعت اہلِ سنت پاکستان)

(3)۔۔:طوالع الانوار شرح الدر المختار:المجلد الرابع،الجزء الثالث، کتاب الحج،باب الحج عن الغیر، ص361

(4)۔۔:طوالع الانوار شرح الدر المختار:المجلد الرابع،الجزء الثالث، کتاب الحج،باب الحج عن الغیر، ص360

کہ وہ فقیر ہے، بڑا احرج ہے۔

اور اُس پر حج فرض نہ ہونے کے باب میں حضرت موصوف نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے۔

اور ہمارے شیخ کے شیخ نے حضرت علامہ مولانا شیخ محمد عابد سندھی عَلَیه رَحْمَةُ اللهِ الأبدي نے "طوالع الانوار شرح الدرّ المختار"(1) میں ذکر فرمایا ہے کہ:

حق یہ ہے کہ اُس کے اوپر احدا لنسکین واجب ہے یعنی، ایک چیز حج و عمرہ میں سے، اس لئے کہ حج فرض نہیں ہوتا ہے بغیر استطاعت کے اور جو شخص کہ غیر کی طرف سے حج کرتا ہے وہ تو غیر کی طرف سے احرام باندھے ہوئے ہے اور اُس کو اب ممکن ہی نہیں کہ اُس احرام کو اپنے واسطے کر سکے۔(2)

سو اگر اُس پر حج فرض ہو یعنی، بسبب داخل ہونے کے مکہ معظّمہ میں تو البتہ اُس کو اگلے برس تک ٹھہرنا ہو گا اور اگر ایسا ہے کہ وہ استطاعت نہیں پاتا اپنے ٹھہرنے کی اور علاحدہ رہ جانے کی تو اس صورت میں اس کو عمرہ کرنا کفایت کرتا ہے، اسقاط واجب میں اور فقہانے تو حج ہی کو معیّن نہیں فرمایا ہے کہ حج ہی واجب ہوتا ہے اُس کے اوپر جو کہ مکہ معظّمہ میں داخل ہو۔ زَادَهَا اللّٰهُ تَعْظِيمًا وَ تَشْرِيفًا۔(3)

[فائدہ:]

اور اب ایک بات فائدے کی اور جاننا چاہئے کہ جب کوئی فقیر آفاقی کسی میقات پر پہنچ

(1)۔۔:یہ "در مختار" کی سب سے بڑی شرح ہے جو ہنوز مخطوط کی صورت میں ہے۔ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) کی لائبریری میں جامعہ ازہر کے نسخے کی نقل چودہ جلدوں میں موجود ہے۔

(2)۔۔:طوالع الانوار شرح الدر المختار:المجلد الرابع،الجزء الثالث،كتاب الحج،باب الحج عن الغير،ص360

(3)۔۔: حق یہی ہے کہ حج بدل کرنے والے پر ایامِ حج میں مکہ مکرمہ میں موجود ہونے کی وجہ سے حج فرض نہ ہو گا۔

جائے اور وہ چلنے پر قادر ہے تو حج کرنا اُس پر فرض ہو جائے گا بشر طیکہ زاد اُس کے پاس ہو جس طرح سے کہ مکی یعنی، جو لوگ کہ مکہ معظّمہ کے رہنے والے ہیں اور وہ چلنے پر قادر ہیں بلا کلفت و مشقّت تو اُن پر بھی حج فرض ہے بشر طیکہ زاد اُن کے پاس ہو۔

سو اُس فقیر آفاقی کو چاہئے کہ اپنے احرامِ حج میں نفل حج کی نیّت نہ کرے اس گمان سے کہ میں تو فقیر ہوں، بلکہ اُس کو چاہئے کہ فرض حج کی نیّت کرے یا مطلق حج کی نیّت کرے کہ میں نے نیّت حج کی کی اور احرام اُس کا باندھا تا کہ فرض اُس کا ادا ہو جائے اور اگر وہ نفل حج کی نیّت کرے گا تو اس صورت میں یہ نفل حج ہو گا اور اُس کو پھر دوبارہ اپنی طرف سے حجِ فرض کرنا ہو گا اور نہیں ہے اس طرح حال فقیر حجِ بدل کرنے والے کا جو کہ آپ ابھی حج نہیں کر چکا ہے، اس لئے کہ وہ تو غیر کی قدرت سے آیا ہے اور اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور وہ مکہ معظّمہ میں داخل ہوا ہے غیر کی طرف سے احرامِ حج باندھ کر اور اُس کو بعد حج کے اگلے برس تک ٹھہرنے کی قدرت نہیں ہے اور نہ جا کر پھر آنے کی تو اس سبب سے اُس پر حج فرض نہ ہو گا، مگر ہاں! جب کہ اُس کو استطاعت ہو بخلاف اُس شخص کے جو کہ اس ارادے سے نکلا کہ وہ خود اپنی طرف سے حج کرے اور وہ فقیر ہے اور وہ جب کسی میقات پر پہنچا اور وہ قادر ہے چلنے پر تو اس پر حج فرض ہو جائے گا بشر طیکہ اُس کے پاس زاد ہو اگر چہ پہلے سفر اُس کا نفل تھا۔

[فائدہ:]

اور جاننا چاہئے کہ اگر کوئی فقیر کہ جس کے پاس کچھ مال ہی نہیں اور اسی طرح جو شخص کہ اُس کے پاس مال تو ہے ولیکن وہ اُسی قدر ہے کہ جس قدر لوگوں کا حق اُس پر ہے اور اُس نے حجِ فرض کی نیّت کر کے یا مطلق حج کی نیّت کر کے حج کر لیا تو اُس کے ذمے سے حجِ فرض ساقط ہو جائے گا۔

اگر بعد اس کے کہ اُس نے بغیر استطاعت کے حج ادا کر لیا، پھر وہ غنی ہو گیا بوجہ حلال

مال اُس کو حاصل ہو گیا تو دوبارہ اُس پر حج کرنا فرض نہ ہو گا مالدار ہونے کے سبب سے۔[1]

[فائدہ:]

اور جاننا چاہیئے کہ جائز ہے بلا کراہت، اگر کوئی عورت کسی عورت کی طرف سے حجِ بدل کرے جب کہ شوہر اُس کا حجِ بدل کرنے کے واسطے اذن اُس کو دے اور محرم اُس کے ہم راہ ہو ، مگر اولیٰ یہ ہے کہ عورت کی طرف سے بھی حجِ بدل مرد ہی کرے؛ کیوں کہ مرد کا حج اکمل ہوتا ہے، اس لئے کہ مرد رمل کرتا ہے اور سعی کے اندر دونوں مینار سبز کے درمیان دوڑتا ہے اور لبیک پکار کر کہتا ہے۔

اور اگر کوئی عورت کسی مرد کی طرف سے حجِ بدل کرے تو جائز ہے، مگر کراہتِ تنزیہیہ کے ساتھ؛ کیوں کہ عورت کا حج انقص ہوتا ہے، اس لئے کہ اُس پر رمل کرنا ہی نہیں اور نہ دوڑنا دونوں مینار سبز کے درمیان میں اور نہ لبیک پکار کے کہنا اور نہ سر کھولنا اور نہ حلق یعنی، سر منڈانا اور نہ سیا کپڑا اُتارنا۔

سو حاصل یہ کہ حجِ بدل مرد ہی سے کرانا اکمل ہے اور اگر غلام اور لونڈی اپنے مولیٰ کے اذن سے کسی کی طرف سے حجِ بدل کرے تو درست ہے، مگر کراہتِ تنزیہیہ کے ساتھ۔

اور میّت کی طرف سے حجِ بدل کرنا گدھے کے اوپر جب کہ مسافتِ بعیدہ اور مشقّتِ شدیدہ ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے۔ اور اونٹ کے اوپر اُس کی طرف سے حجِ بدل کرنا افضل ہے گھوڑے اور خچر کے اوپر کرنے سے۔

(1)۔۔: فقیر کے حج فرض ادا ہونے پر مخدوم عبد الواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ نے ”فتاوی واحدی“ کے کتاب الحج میں ایک فتویٰ تحریر فرمایا ہے اور فقیر کے حج فرض کو درست قرار دیا ہے اور ”راقم فقیر“ کا بھی فقیر کے حج فرض کے درست ہونے پر ایک تفصیلی فتوی ہے اور مناسک حج و عمرہ کے بارے میں اس فقیر کے فتاوی کے مجموعہ بنام ”فتاوی حج و عمرہ“ میں موجود ہے، جسے جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) نے شائع کیا ہے۔

اور افضل یہ ہے کہ حجِ بدل کرنے والا آزاد[1]، عاقل[2]، بالغ[3] ہو اور مسئلے حج کے اس کو معلوم ہوں اور حج بھی اپنا وہ کر چکا ہو۔

اور اگر حجِ بدل کسی کو کرنے کے واسطے کسی نے امر کیا کہ تو اس برس فلانے کی طرف سے حج کرے دے اور روپے بھی اُس کو دیئے، پھر اُس نے اس برس اس کی طرف سے حج نہ کیا، اگلے برس اُس کی طرف سے حج کر دیا تو یہ جائز ہے، حج جس کی طرف سے کرے گا، اُس کی طرف سے وہ ادا ہو جائے گا اور اُس کو نفقہ واپس کرنا نہ ہو گا۔

[فائدہ:]

اور اب ایک بات بڑے فائدے کی ہے، اُس کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ حجِ بدل کرنے والا جو مال کہ لیتا ہے حج کرنے کے لئے تو اس مال میں اُس کو کیا کیا تصرّف درست ہے اور کیا کیا نہیں درست ہے۔

سو بیان اُس کا یہ ہے کہ حجِ بدل کرنے والا اس میں سے جس چیز کی احتیاج اُس کو ہو اُس میں اُس کو صرف کرے۔ جیسے: غلہ، لادن، گوشت، پانی، کپڑا اور سواری خواہ بکرایہ ہو یا اُس کو خرید ہی لے اور دو کپڑے احرام کے واسطے یعنی تہبند، چادر اور کرایہ منزل کا کہ جہاں اُترنا ہے، محمل، مشک، چھاگل اور باقی آلات و اسباب کہ جس سے راستے میں استغنا نہیں ہو سکتی

(1)۔۔: حج بدل کرنے والے کا آزاد ہونا افضل ہے، اسی طرح مرد ہونا بھی افضل ہے۔ اگر غلام یا باندی اپنے آقا اجازت سے حج بدل کریں تو حج ادا ہو جائے گا۔ عورت کے حج بدل کرنے میں کراہت ہے۔ اسی طرح "بدائع الصنائع، فتاوی تاتار خانیہ، تبیین الحقائق، ملتقی الابحر اور المسالک فی المناسک" میں ہے۔

(2)۔۔: عاقل ہونا افضل نہیں، بلکہ ضروری ہے جیسا کہ مصنّف نے خود سترہویں شرط میں مامور کے عاقل ہونے کا ذکر کیا ہے۔

(3)۔۔: حج بدل کرنے والے کا بالغ ہونا بھی افضل، بلکہ ضروری ہے؛ کیوں کہ نابالغ کا اپنا حج فرض ادا نہیں ہوتا تو غیر کی طرف سے حج کرنے سے فرض ساقط نہ ہو گا۔

ہے، چراغ کا تیل اور وہ چیز کہ جس سے کپڑا دھویا جاتا ہے، جیسے: صابون اور اشنان۔ اور اسی طرح وہ چیز کہ جس سے سر دھویا جاتا ہے، جیسے: گل خیرو اور پتے بیر کے اور چوکیداری کرنے والے کی اجرت یعنی، جو کہ اس کے اسباب کی حفاظت کرے اور اُس کے جانور کی خدمت کرے اور حلّاق کی اجرت اور حمام میں داخل ہونے کی اجرت۔

اور یہ سب چاہئے کہ بوجہ میانہ روی کے ہو، نہ تو اسراف ہو اور نہ تنگی۔

اور اُس کو جائز ہے کہ اپنے خرچ کے دراہم اپنے رُفَقا کے دراہم کے ساتھ ملا کے رکھے اور محافظت کے واسطے اُس مال کو امانت رکھنا بھی اُس کو درست ہے اور حجِ بدل کرنے والا اپنے کھانے کی طرف کسی کو بلائے بھی نہیں اور نہ خیرات کرے یعنی، کھانے وغیرہ میں سے کسی فقیر کو نہ دے اور کسی کو قرض بھی نہ دے اور اُس مال میں سے وضو کے واسطے پانی بھی نہ خریدے اور نہ غسلِ جنابت کے واسطے، بلکہ اگر اُس کے پاس اپنا مال نہ ہو تو اس صورت میں تیمم کرلے اور اُس مال میں سے سینگھے بھی نہ لگوائے اور نہ دوا، علاج کرے۔

اور کہا گیا ہے کہ حجِ بدل کرنے والا کرے وہ سب کہ جو حج کرنے والا خود کرتا ہے۔

اور "ذخیرہ" میں ہے کہ:

مختار یہی ہے۔(1)

اور اگر آمر نے خواہ وہ موصی ہو یا کہ وصی یا وارث حج بدل کرنے والے پر وسعت کردی ہے امرِ مصروف میں تو اُس کو اس صورت میں یہ سب چیزیں جو کہ مذکور ہوئیں کرنا درست ہے بلا خلاف۔ اور حجِ بدل کرنے والا اپنے خدمت گار پر اُس مال میں جو کہ حج کرنے کیے واسطے لیا ہے کچھ خرچ نہ کرے جب کہ اپنے کام کرنے پر خود قادر ہے اور اگر وہ ایسا نہیں ہے بسبب بڑھاپے کے یا عظمت وبڑائی کے تو اس صورت میں اپنے خدمت گار پر اُس کو خرچ

---

(1)۔۔:جمع المناسک و نفع الناسک:باب الحج عن الغیر،فصل اعلم ان الدماء...،ص560

کرنا اُس مال میں سے درست ہے اور راستے میں جاتے آتے میت کے شہر تک اگر اس طرف پھر آئے تو خرچ اس طرح کرے کہ نہ تو اسراف ہو اس میں اور نہ تنگی۔

اور اگر بعدِ فراغ حجِ بدل کے اس نے مکہ معظمہ کو وطن پکڑا۔ زَادَهَا اللّٰهُ تَعْظِيمًا وَ تَشْرِيفًا۔ پھر اُس کے بعد اُس نے چاہا کہ اپنے شہر کی طرف جائے تو اُس کو اُس مال میں سے جو حجِ بدل کرنے کے واسطے لیا ہے خرچ کرنا درست نہیں ہے۔

اور واجب ہے غیر کی طرف سے حج کرنے والے پر کہ جو کچھ اُس کے پاس مصارفِ ضروری سے بچے یعنی، جو کچھ اُس مال میں سے خرچ بچ گیا ہے اور تمام سامان حتیٰ کہ جو کچھ کپڑے کہ اُس نے اُس مال میں سے بنوائے ہوں اُس کو بھی پھیر دے ورثہ کو یا وصی کو، مگر ہاں! ورثہ اگر اُس کے بچے ہوئے کو اُس کو دے دیں تو درست ہے یا میت خود وصیت کر جائے اس کے واسطے ساتھ اس کے تو اس صورت میں وہ اسی کے واسطے ہو گا۔

اور اگر حجِ بدل کرنے والے نے وصی سے یوں شرط کر لی ہے کہ جو کچھ نفقے میں سے بچے گا وہ میں ہی لوں گا تو یہ شرط باطل ہے اور اُس کو واجب ہے کہ اُس کو اُس کے وارثوں کو پھیر دے۔

اور اگر حج جس شخص کی طرف سے کرتا ہے وہ زندہ ہے تو جو کچھ نفقے میں سے بچے وہ واسطے حجِ بدل کرنے والے کے حلال نہیں ہے، بلکہ اُس پر واجب ہے کہ اُس کو حجِ بدل کرانے والے کو پھیر دے، مگر ہاں! جب وہ یوں کہہ دے:

وَ كَّلْتُكَ اَنْ تَهَبَ الْفَضْلَ مِنْ نَفْسِكَ وَ تَقْبِضَهُ لِنَفْسِكَ.

یعنی، میں نے تجھ کو وکیل کیا ہے کہ جو کچھ اُس مال میں سے بچے وہ تو اپنے نفس کو ہبہ کر دے اور اُس کو تو اپنے نفس کے لئے قبض کر لے۔

اور حجِ بدل کرنے والا جب کہ حج سے فارغ ہو اور وہ یوں کہے:

وَھَبْتُ ھَذَا الْفَضْلَ مِنْ نَفْسِي.

یعنی، یہ جو کچھ نفقے میں سے بچا ہے اُس کو میں نے اپنے نفس کو ہبہ کیا۔

اور یہ اُس کا کہنا قائم مقام ایجاب و قبول کے ہے اس میں اب قبول کی کچھ حاجت نہیں ہے تو اس صورت میں حجِ بدل کرنے والے کو درست ہے کہ جو کچھ نفقے میں سے بچے وہ اُس کو لے لے۔

[فائدہ:]

اور اب ایک بات اور بڑے فائدے کی ہے وہ بھی جاننا چاہئے۔ سو وہ یہ ہے کہ حج کرنے والے کو چاہئے کہ حج کرنے والے کو اس طرح سے کہہ دے کہ تو جس طرح چاہے حج کرے یعنی، خواہ فقط تو حج ہی کرے یا قِران کرے یعنی، حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھے یا تمتّع کرے یعنی، پہلے عمرے کا احرام باندھے پھر عمرہ کرکے حج کا احرام باندھے اور یہ بھی اُس کو کہہ دے:

وَکَّلْتُکَ اَنْ تَھَبَ الْفَضْلَ مِنْ نَفْسِکَ وَتَقْبِضَہُ لِنَفْسِکَ.

یعنی، میں نے تجھ کو وکیل کیا ہے کہ جو کچھ نفقے میں سے بچے وہ تو اپنے نفس کو ہبہ کر دے اور اُس کو تو اپنے نفس کے لئے قبض کر لے۔

اور حجِ بدل کرنے والا جب کہ حج سے فارغ ہو تو وہ یوں کہے:

وَھَبْتُ ھَذَا الْفَضْلَ مِنْ نَفْسِي.

یعنی، یہ جو کچھ نفقے میں سے بچا ہے اُس کو میں نے اپنے نفس کو ہبہ کیا۔

اور اگر حجِ بدل کرانے والا مرنے کے قریب ہے تو اُس کو چاہئے کہ وہ یوں کہہ دے کہ جو کچھ باقی کپڑوں میں سے اور خرچ وغیرہ میں سے رہے وہ تیرے واسطے وصیّت ہے۔ اور یہ سب جب ہے کہ حج کرانے والے نے کسی شخص کو حج کرنے کے واسطے معیّن کیا ہے اور اگر

اُس نے کسی شخص کو معیّن نہیں کیا ہے تو وہ اپنے وصی سے یوں کہہ دے کہ جو کچھ نفقے میں بچے وہ تو جس کو چاہے دے تو اُس وقت میں وصی کو جائز ہے کہ جس شخص کو حج کرنے کے واسطے اس کی طرف سے معیّن کرے وہ اسی کو دے۔

حاصل یہ کہ حج کرانے والے کو اس طرح چاہئے کہ کہہ دے جس طرح کہ اوپر ذکر کیا اور یہ بھی اذن اُس کو دے کہ اگر تجھ کو عجز حاصل ہو جائے تو تو کسی دوسرے شخص کو مال دے کر حج میری طرف سے کر دینا اور یہ بھی اذن اُس کو دے کہ مال سوائے ضرورتوں حج کے کسی اور چیز میں اگر اُس کو حاجت ہو تو خرچ کرنے کی اُس کو اجازت ہے، جیسے مثلاً: ضرورت اُس کو ہو پانی خریدنے کے واسطے وضو کے یا غسل جنابت کی یا کہ ضرورت اُس کو ہو دَوا وعلاج کی و علیٰ ہذا القیاس تا کہ حج کرنے والے پر کسی طرح کی تنگی کسی امر میں نہ ہو اور نہ اُس پر واجب ہو پھیرنا بچے ہوئے نفقے کا۔

تمام ہوا رسالہ ((نِہَایَۃُ الْاَمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ))

حرمِ محترم مکہ معظّمہ میں سامنے بیت اللہ شریف کے [یہ پڑھے]:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (1)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا. (2)

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا. (3)

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٚ وَاغْفِرْ لَنَا ٚ

(1)۔۔: اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (پ:۱، البقرہ، ۱۲۴)

(2)۔۔: اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ (پ:۳، البقرہ، ۲۸۶)

(3)۔۔: اے ہمارے رب! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔ (پ:۳، البقرہ، ۲۸۶)

وَارْحَمْنَا ۚ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.[1]

اِلٰهِی نَجِّنِی مِنْ کُلِّ ضَیْقٍ بِجَاهِ الْمُصْطَفٰی مَوْلَی الْجَمِیْعِ وَهَبْ لِی فِی مَدِیْنَتِهٖ قَرَاراً بِاِیْمَانٍ وَدَفْنٍ بِالْبَقِیْعِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ آخِراً وَظَاهِراً وَّبَاطِناً وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً.[2]

تَمَّتْ

خاتمۃ الطبع:

ہزاراں ہزار شکر و سپاس بدرگاہ واہب بے قیاس کہ ان دنوں بتوفیقاتِ الٰہی رسالہ نافعہ بہ ((نِهَایَۃُ الْاَمَلِ فِی بَیَانِ مَسَائِلِ الْحَجِّ الْبَدَلِ)) تصنیف لطیف و تالیف منیف جامع البرکات منبع الحسنات حضرت مولانا المہاجر الحاج الشیخ عبد الحق أَدَامَ اللّٰهُ فُیُوْضَاتِهٖ ابن مولانا الشیخ شاہ محمد الالہ آبادی تَغَمَّدَهُ اللّٰهُ بِغُفْرَانِهٖ کہ حضرت مصنّف علامہ اعلیٰ مقام ممدوح نے اُس کو پاس عزیز دلی حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْوَاهِبُ کے محض بغرض انطباع و افادۂ عام مکہ معظّمہ سے بھیجا تھا - زَادَهَا اللّٰهُ تَعْظِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا - اہتمام راجیٔ مغفرت ایزد منان محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور سے مطبع نظامی واقع کان پور اَواخرِ شعبان المعظّم ۱۲۹۴ہجری نبوی میں حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر مطبوع طبائعِ خاص و عام ہوا۔ فقط

وجہِ ختم بر خاتمہ:

(1)۔۔۔: اے ہمارے رب! اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر مہربانی کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔ (پ:۳، البقرہ، ۲۸۶)

(2)۔۔۔: اے اللہ! تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت و منزلت کے وسیلہ سے ہر تنگ و پریشانی سے نجات دے اور مجھے اُن کے شہر میں حالتِ ایمان میں ہمیشگی عطا فرما اور جنت البقیع میں مدفن عطا فرما۔ اوّل و آخر، ظاہر و باطن تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب خوب درود و سلام بھیجے اپنی سب سے بہترین مخلوق، ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واصحاب پر۔

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبوع مطبع نظامی کی ہے مہر و دستخط مہتمم کے آخر میں ثبت کئے گئے۔ فقط

محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی، بقلم خود

ماخذ و مراجع

سنن الدارقطني، مؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (م: 385هـ)، حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم۔ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت-لبنان، الطبعة الأولى: 1424هـ-2004م

طوالع الانوار شرح الدر المختار، مؤلف: الامام الشیخ محمد عابد بن احمد السندی الانصاری الحنفی، مخزونۂ لائبریری جمعیت اشاعت اہلِ سنت پاکستان

جمع المناسک و نفع الناسک، مؤلف: الشیخ العلامة رحمة الله السندی الحنفی المهاجر المکی، ناشر: مدرسه اسلامیه نقشبندیه، حیگارولسوالی پتان—افغانستان

المختصر من کتاب نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ؛ تالیف: الشیخ عبداللہ مرداد ابو الخیر، اختصار و ترتیب و تحقیق: محمد سعید العامودی و احمد علی، ناشر: عالم المعرفہ جدہ للنشر و والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ: 1406ھ 1986ء

الدلیل المشیر؛ تالیف: ابو بکر بن احمد بن حسین بن محمد بن حسین الحبشی العلوی، توزیع: المکتبۃ المکیۃ، الطبعۃ الاولیٰ: 1418ھ

اساتذۂ امیر ملت؛ تالیف: محمد صادق قصوری، ناشر: رضا اکیڈمی-لاہور

براہین قاطعہ پس منظر، مندرجات، رد عمل؛ مؤلف: عابد حسین شاہ پیرزادہ، ناشر: مسلم کتابوی-لاہور، سنہ 2017ء/1438ھ